سیرت

عبداللہ بن زبیرؓ

www.KitaboSunnat.com

طالب ہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سیرت

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

○

مؤلفہ

طالب ہاشمی

○

ناشر

قومی کتب خانہ ـــــ لاہور

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

سیرت عبداللہ بن زبیرؓ

مؤلف : طالب ہاشمی

ناشر : شیخ محمد محسن
برائے قومی کتب خانہ لاہور

طابع : شیخ محمد محسن

مطبع : تعمیر پرنٹنگ پریس
۱۹۔ فیروزپور روڈ لاہور

ایڈیشن : چھٹا

تعداد : ایک ہزار

قیمت : ۔/۶۰ساٹھ روپے

جون ۱۹۹۶ء

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باسمہٖ سُبحانہٗ

فہرستِ مضامین

دیباچہ		۶
پہلا باب	نام و نسب اور خاندان	۱۱
دوسرا باب	ابو عبداللہ زبیرؓ بن العوّام	۱۸
تیسرا باب	حضرت اسماء بنتِ ابُوبکر صدّیق رضؓ	۴۰
چوتھا باب	ولادت	۴۸
پانچواں باب	ابتدائی عمر	۵۱
چھٹا باب	جہادِ طرابلس	۵۸
ساتواں باب	شہادتِ حضرت عثمان رضؓ	۶۵
آٹھواں باب	جنگِ جمل	۷۵
نواں باب	بیس ۲۰ سال کی غیر سیاسی زندگی	۸۸
دسواں باب	ابنِ زبیر رضؓ میدانِ عمل میں	۹۶
گیارھواں باب	امیر معاویہ رضؓ کی وصیّت	۱۰۴

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارھواں باب .. .. یزید سے کشمکش کا آغاز ۱۱۰

تیرھواں باب .. .. سانحۂ کربلا ۱۱۶

چودھواں باب .. .. مکہ پر ابنِ زبیرؓ کی سیادت ۱۲۵

پندرھواں باب .. .. واقعہ حرّہ ۱۳۱

سولھواں باب .. .. مکہ معظمہ پر یزیدی لشکر کی یلغار ۱۴۳

سترھواں باب .. .. تعمیرِ کعبہ ۱۵۱

اٹھارھواں باب .. .. ابنِ زبیرؓ اور مروان بن حکم ۱۵۸

انیسواں باب .. .. توابین ۱۶۷

بیسواں باب .. .. فتنۂ خوارج ۱۷۵

اکیسواں باب .. .. مختار بن ابی عبید ثقفی ۱۸۲

بائیسواں باب .. .. صاعقۂ انتقام کی کڑک ۱۹۰

تیئیسواں باب .. .. ابن زبیرؓ اور محمد بن حنفیہؒ ۱۹۸

چوبیسواں باب .. .. بصرہ میں مختار کی تحریک ۲۰۳

پچیسواں باب .. .. مختار کا خاتمہ ۲۰۸

چھبیسواں باب .. .. حالات کا نیا رُخ ۲۱۷

ستائیسواں باب .. .. عبدالملک اور مصعب بن زبیرؓ ۲۲۵

اٹھائیسواں باب .. .. مصعب بن زبیرؓ کا قتل ۲۳۱

انتیسواں باب .. .. عبدالملک اور عبداللہ بن زبیرؓ ۲۳۸

تیسواں باب .. .. مکہ معظمہ کا محاصرہ ۲۴۳

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اکتیسواں باب .. .. ابنِ زبیرؓ کی شہادت ۲۵۱

بتیسواں باب .. .. ابنِ زبیرؓ امیر المومنین کی حیثیت سے .. ۲۶۵

تینتیسواں باب .. .. فضل وکمال ۲۷۵

چونتیسواں باب .. .. اخلاق وعادات ۲۸۸

پینتیسواں باب .. .. سیرتِ ابنِ زبیرؓ پر ایک عمومی تبصرہ ۳۰۶

کتابیات ۳۱۱

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ تاریخِ اسلام کی ایک نہایت اہم اور قدآور شخصیت ہیں۔ اگرچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت اُن کی عُمر نو دس برس سے زیادہ نہ تھی، تاہم اپنے شرفِ خاندانی، فضل و کمال، زُہد و تقویٰ، حق گوئی، شجاعت اور دُوسری متعدد خصُوصیات کی بناء پر اُن کا شمار اکابر صحابہ میں ہوتا ہے۔

اِسلام کی تاریخ مرتّب کرتے وقت کِسی مؤرّخ کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کی شخصیت کو نظر انداز کر سکے۔ تاریخِ اسلام میں "عبداللہ" نام کی جن چار شخصیتوں نے عظمت اور شہرت کی آخری حدوں کو چھو لیا، تمام مؤرّخین نے بالاتّفاق اُن چار میں سے ایک حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کو قرار دیا ہے۔ دُوسرے تین "عبداللہ" حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ ہیں۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کے مرتبہ اور عظمت کا اندازہ اُن کی سیرت کے اِن پہلوؤں سے بخوبی کیا جا سکتا ہے:۔

۱: اُن کے والد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے فرزند اور حواریٔ رسولؐ تھے۔

۲۔ اُن کی والدہ کو بارگاہِ رسالت سے ذات النطاقین کا خطاب مرحمت ہُوا تھا۔

۳۔ اُن کے نانا ثانی اثنین حضرت ابُوبکر صدیق رضؓ تھے۔

۴۔ اُن کی خالہ، مُنہ بولی ماں اور مربّی جامع علوم و فضائل اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ تھیں۔

۵۔ وہ ہجرتِ نبوی کے بعد مہاجرین کے نومولودِ اوّل تھے۔

۶۔ اُن کی ولادت پر صحابۂ کرام رضؓ کے پُرمسرت نعرہ ہائے تکبیر سے مدینہ منورہ کی پہاڑیاں گونج اُٹھی تھیں۔

۷۔ اُن کے دہن و شکم میں ولادت کے بعد سب سے پہلے جو چیز گئی، وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا لعابِ دہن تھا۔

۸۔ اُن کے خون میں خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا مقدس خون شامل ہو گیا تھا۔

۹۔ اُن کی بے مثال تدبیر و شجاعت کی بدولت طرابلس پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔

۱۰۔ وہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے اُن مجاہدین میں شامل تھے جن کی نسبت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ نے جنّتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

۱۱۔ وہ اس جماعت میں شامل تھے جو امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ نے مصاحف کی کتابت کے لئے منتخب کی تھی۔

۱۲۔ وہ زُہد و اتّقا کا مثالی پیکر تھے۔

۱۳۔ وہ ایک شعلہ نوا اور حق گو خطیب تھے۔

۱۴۔ اُن کی نماز رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نماز کی سچّی تصویر تھی۔

۱۵۔ وہ پتھّروں اور آگ کی بارش میں بھی انتہائی سکُون اور اطمینان کے ساتھ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

۱۶۔ وہ عِلم وفضل کا بحرِ زخّار تھے۔

۱۷۔ وہ اپنے دَور میں احیائے دین کے علمبردار تھے۔

۱۸۔ اُن کی بے باکی، شجاعت اور استقامت کا لوہا ساری دُنیائے عرب مان گئی تھی۔

۱۹۔ اُن کو خانۂ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کا شرف حاصِل ہُوا۔

۲۰۔ اُنھوں نے جس بات کو حق سمجھا آخری دم تک اُس پر ڈٹے رہے۔ اپنا سر کٹا دیا لیکن اپنے موقف سے ہٹنا منظور نہ کیا۔

یہ کتاب اسلام کے اسی فرزندِ جلیل کے حالات پر مشتمل ہے۔ راقم الحرُوف نے اسے مرتّب کرتے وقت مقدُور بھر کوشش کی ہے کہ اس رجلِ عظیم کی زندگی کا کوئی اہم واقعہ چھُوٹنے نہ پائے، تاہم اگر قارئینِ کرام میں سے کوئی صاحب یہ محسُوس کریں کہ اس کتاب میں حضرت ابنِ زبیرؓ کی سیرت کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی پہلو پر کماحقہ، روشنی نہیں ڈالی جاسکی تو اس کی وجہ مؤلف کی علمی کم مائیگی اور بے بضاعتی ہے۔ فی الحقیقت اس مہتم بالشّان شخصیت کی ایک جامع سیرت لکھنا اس عاجز کے بس کا کام نہ تھا۔ اس نے زیرِ نظر تالیف پیش کرنے کی جسارت محض اس وجہ سے کی ہے کہ اُردو زبان میں اس سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کی سیرت پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی گئی۔ شاید یہی سبب ہے کہ اب تک اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو کر عوام میں شرفِ قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ کتاب میں حضرت عبداللہؓ کے جلیل القدر والدین کے سوانح حیات بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ گو اس سے کتاب کی ضخامت بڑھ گئی ہے لیکن اِسی نسبت سے اس کی افادیت میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ احقر مؤلف کو نہ انشاپرداز ہونے کا دعویٰ ہے اور نہ مؤرخ ہونے کا۔ اس لئے قارئینِ کرام سے التماس ہے کہ اگر اُن کو کتاب میں کسی جگہ زبان و بیان، نفسِ مضمون اور ترتیب کے بارے میں کھٹک پیدا ہو تو وہ ازراہِ کرم دوستانہ طریق پر مؤلف کو ناشرین کی وساطت سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں جملہ نقائص و اسقام دُور کرنے کی سعی کی جاسکے۔

یہاں یہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی ترتیب میں جس قدر ممکن ہو سکا، اختصار سے کام لیا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ اِس کا حجم ایک خاص حد کے اندر رہے لیکن اس کے ساتھ ہی عاجز نے یہ خیال بھی رکھا ہے کہ یہ اختصار کسی ایسی بات کے قلمبند کرنے میں مانع نہ ہو جس کا بیان کرنا ضروری ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اختصار کے باوجود کتاب کا انداز

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیان شروع سے آخر تک دِل نشین اور عام فہم رہے تاکہ قارئین کتاب پڑھتے پڑھتے اُکتا نہ جائیں۔ احقر اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہُوا ہے، اس کا فیصلہ قارئین ہی کر سکتے ہیں۔

اس عاجز کا پختہ ایمان ہے کہ صحابۂ کرام رضؓ اور سلفِ صالحین کے حالات پڑھنے سے ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ اِسی لئے اس نے اپنی زندگی ان مقدس ہستیوں کے حالات عام فہم اُردو میں پیش کرنے کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس کو بیش از بیش کام کی توفیق ارزانی فرمائے اور آخرت میں اس کو اپنی رحمتِ کاملہ سے نوازے۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

راجی غفران و شفاعت

طالب ہاشمی

لاہور

۱۴ر جولائی ۱۹۶۷ء

چھٹا ایڈیشن ضروری ترمیم و اضافہ کے ساتھ ۱۹۹۵ء

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

نام ونسب اور خاندان

(۱)

نام وکنیت عبداللہ نام، ابُوبکرؓ اور اُبُوخُبَیبؓ کنیت۔ پہلی کنیت (ابُوبکر) اُن کے جلیل القدر نانا حضرت صدّیقِ اکبرؓ کی کنیت پر خود رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مقرر فرمائی۔ دُوسری کنیت (ابوخُبَیب) ان کے ایک فرزند "خُبَیب" کی نسبت سے مشہُور ہُوئی۔

(۲)

جدّی شجرۂ نسب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا جدّی شجرۂ نسب یہ ہے:

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

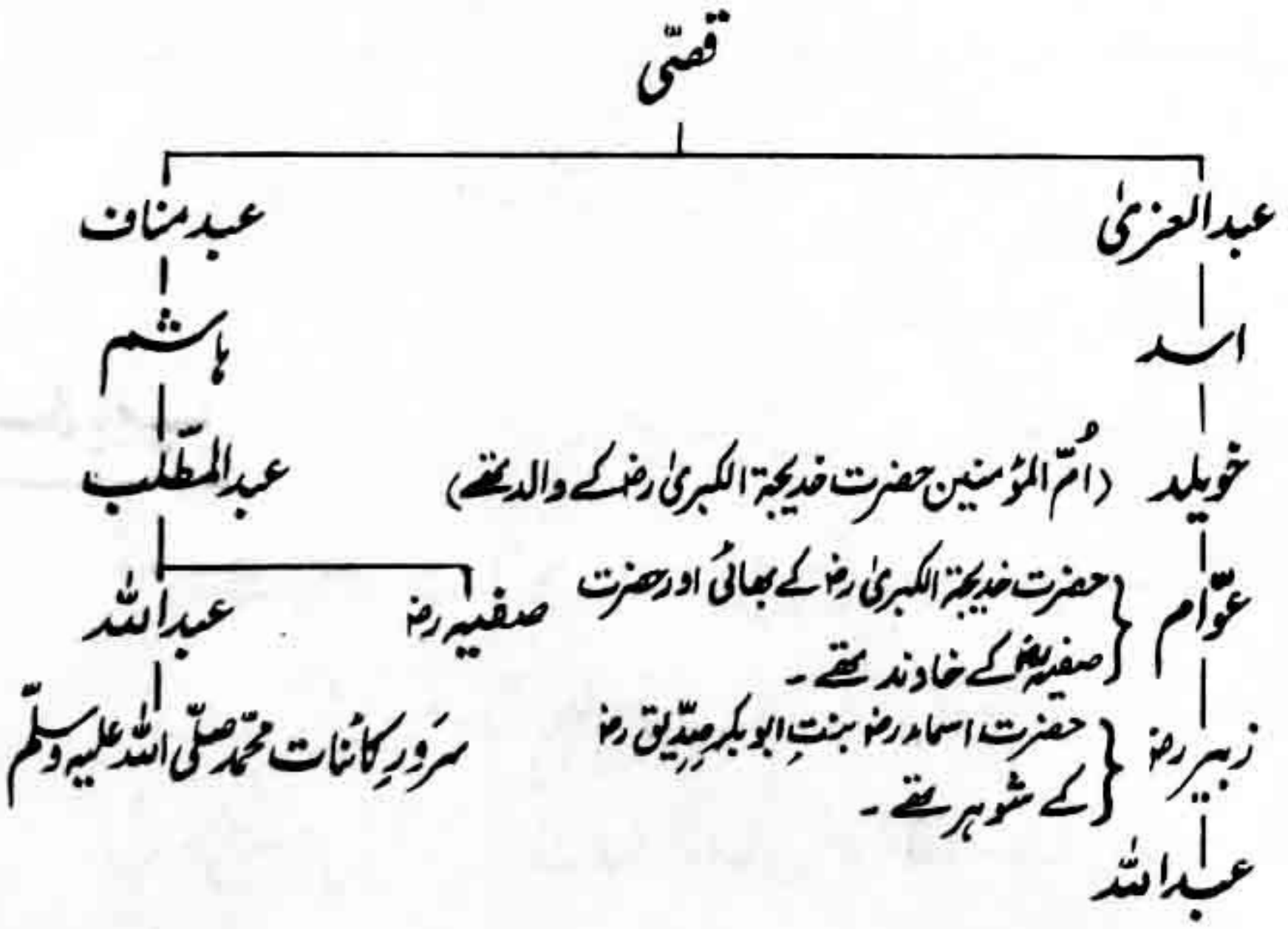

اِس شجرۂ نسب سے معلوم ہوگا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کا شجرۂ نسب قصیّ پر سرورِ کائنات ؐ کے شجرۂ مبارک سے مل جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ کے والدِ ماجد حضرت زبیر رضؓ کی پھوپھی اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ سرورِ کائناتؐ کی حرمِ اوّل تھیں۔ حضرت عبداللہ کی دادی حضرت صفیہ رضؓ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پھوپھی اور عمِ رسول سید الشہداء شیرِ خدا حضرت حمزہ رضؓ کی حقیقی ہمشیرہ تھیں۔

(۳)

نامنہالی شجرۂ نسب حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کا نامنہالی شجرۂ نسب اِس طرح ہے :-

مرّہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گویا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ننھیالی شجرۂ نسب بھی مرّہ پر سرورِ کائناتؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شجرۂ مبارک سے مل جاتا ہے۔

(۴)

خاندان

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے شجرۂ نسب سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کہ وہ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قریشی النسل تھے۔ اُن کے والد حضرت زبیرؓ بن العوام عشرہ مبشّرہ میں سے تھے اور رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اپنا حواری قرار دیا تھا۔ وہ قریش کے قبیلہ بنو اسد بن عبدالعزیٰ سے تھے۔ حضرت عبداللہ کی دادی (یعنی حضرت زبیرؓ کی والدہ) صفیہؓ بنت عبدالمطلب رسولِ کریمؐ کی پھوپھی تھیں۔ حضورؐ کی پھوپھیوں میں سے اُن کا اِسلام لانا بالتحقیق ثابت ہے اور اصحابِ سیر نے اُن کو جلیل القدر صحابیات میں شمار کیا ہے۔ حضورؐ نے خود ایک موقع پر مجمع عام میں اُن کو اِس طرح پکارا:

"یَاصفیہ عمۃ رَسُول اللّٰہ"[1]

(اے صفیہ رسُول اللہ کی پھوپھی)

مکہ معظمہ قریش کا آبائی وطن تھا اس لیے وہاں کے لوگ تو اس رشتہ سے یقیناً واقف تھے لیکن مدینہ منورہ میں بھی حضرت صفیہؓ اور ان کے فرزند زبیرؓ سے حضورؐ کی قریبی رشتہ داری کا لوگوں کو علم ہو گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک انصاری نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حضرت زبیرؓ کے خلاف شکایت کی کہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ سورۃ الشعراء

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ اُن کی زمین میں آب پاشی کے لئے پانی نہیں گزرنے دیتے۔ حضورؐ نے فریقین کے بیانات سُن کر حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ اے زبیرؓ! تم اپنی زمین میں پانی دے کر اپنے ہمسایہ (انصاری) کی طرف چھوڑ دو۔ انصاری کو اِس فیصلہ پر غصّہ آگیا اور اس نے کہا۔ چونکہ یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اِس لئے آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے[1]۔

اِس رشتہ کی بناء پر رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت زبیرؓ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ اور حضرت عبداللہ حضورؐ کے بھتیجے ہوتے تھے۔ دُوسری طرف اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ حضرت زبیرؓ بن العوّام کی پھوپھی تھیں۔ اس نسبت سے بعض اربابِ سیر نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی پھوپھی لکھ دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خاندان بنو اسد کا قدیم ذریعۂ معاش "تجارت" تھا۔ چنانچہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ جو خاندانِ بنو اسد کی ایک معزّز رُکن تھیں، مکہ کے مشہور، معزز اور دولت مند تاجروں میں شمار ہوتی تھیں۔ حضرت زبیرؓ نے بھی تجارت ہی کو اپنا ذریعۂ معاش بنایا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المساقاۃ باب سکر الانہار۔ شارحین حدیث کے قول کے مطابق اس پانی پر انصاری کا کوئی حق نہ تھا اور حضورؐ نے محض ان کی رعایت سے یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا لیکن اس کے باوجود جب انصاری نے اس فیصلہ کو جانبداری پر محمول کیا تو حضورؐ کا چہرۂ مبارک سُرخ ہوگیا اور آپؐ نے حضرت زبیرؓ کو حکم دیا کہ تم زمین سینچ کر پانی کو روک رکھو۔ یہاں تک کہ مینڈھ تک پہنچ کر نالیوں کے ذریعے خود بخود دُوسری طرف بہہ جائے"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء رضؓ جلیل القدر صحابیہ تھیں۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی صاحبزادی تھیں اور بارگاہِ رسالت سے اُن کو "ذات النِّطاقَین" کا لقب ملا تھا۔ اس نسبت سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کو ثانیٔ اثنین حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے نواسہ اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ بنتِ ابوبکر صِدّیق رضؓ کا بھانجا ہونے کا فخر حاصِل تھا۔

حضرت صِدّیقِ اکبر رضؓ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکر تھی۔ ابنِ زبیر رضؓ کا نام اُن کے جلیل القدر نانا کے نام پر رکھا گیا۔ اِسی طرح ان کی کنیت بھی رسولِ اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے نانا کی کنیت پر رکھی۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ انھوں نے اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضؓ کو گویا اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور اُن سے بہت محبّت کرتی تھیں۔ ابنِ زبیر رضؓ بھی ان سے حقیقی بیٹے کی طرح محبت کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے بڑی حسرت کے ساتھ بارگاہِ نبوی میں عرض کی، یارسول اللہ آپ کی دوسری تمام بیبیوں نے اپنے (پہلے شوہروں کے) بیٹوں کے نام پر اپنی اپنی کنیت رکھ لی ہے۔ مَیں اپنی کنیت کس کے نام پر رکھوں؟

حضورؐ نے فرمایا۔ "تم بھی اپنے بیٹے عبداللہ کے نام پر رکھو۔"[1]

عبداللہ سے مراد حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ ہی تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ "تم اپنی کنیت اپنے بھانجے عبداللہ کے نام پر رکھو۔"[2]

---

[1] ابوداؤد کتاب الادب۔ [2] مسند احمد بن حنبل مسند عائشہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے حضورؐ کے ارشاد کے مطابق اپنی کنیت "اُمِ عبداللہ" رکھ لی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے رشتہ کی نسبت سے رسولِ اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کے خالو ہوتے تھے۔

غرض خاندانی شرف و افتخار کے لحاظ سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ذات میں بہت سی خصوصیتیں جمع ہو گئی تھیں۔ ان کا ددھیال اگر آفتاب تھا تو ننہال ماہتاب تھا۔ رسولِ اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم کے ابنِ عم ترجمانِ قرآن حضرت عبداللہؓ بن عبّاس رضؓ نے ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کے بارے میں یہ تاریخی الفاظ ارشاد فرمائے:

أَمَّا أَبُوهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صلعم يُرِيدُ الزُّبَيْرَ، وَأَمَّا جَدَّتُهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ، وَأَمَّا أُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ يُرِيدُ أَسْمَاءَ، وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ يُرِيدُ عَائِشَةَ، وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صلعم يُرِيدُ خَدِيجَةَ، وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صلعم فَجَدَّتُهُ يُرِيدُ صَفِيَّةَ، ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ، [1]

ترجمہ

"لیکن ان کے باپ تو وہ رسول اللہ (صلعم) کے حواری تھے اور اُن کے

---

[1] صحیح بخاری جلد ۲۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نانا تو وہ رسول اللہ (صلعم) کے رفیقِ غار تھے یعنی ابابکر رضؓ اور ان کی ماں تو وہ ذات النطاق ہیں یعنی اسماء رضؓ اور اُن کی خالہ تو وہ اُم المؤمنین تھیں یعنی عائشہ رضؓ اور اُن کی پھوپھی تو وہ رسول اللہ (صلعم) کی زوجۂ مطہرہ تھیں یعنی خدیجہ رضؓ[1] اور رسول اللہ (صلعم) کی پھوپھی اُن کی دادی تھیں یعنی صفیہ رضؓ۔ پھر وہ خود اِسلام میں پاکباز ہیں اور قاریٔ قرآن ہیں ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے جن عظیم المرتبت والدین کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے مختصر سوانح حیات بھی اس کتاب میں درج کر دیئے جائیں۔ چنانچہ اگلے دو ابواب اِسی مقصد کے لئے مخصوص کر دیئے گئے ہیں۔ ان کو پڑھ کر جہاں حضرت زبیر بن العوام رضؓ اور حضرت اسماء رضؓ بنت ابوبکر صدیق رضؓ کے مرتبہ کا کسی قدر اندازہ کیا جا سکے گا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے کس ماحول اور فضا میں آنکھیں کھولیں اور اُن کی سیرت کو ایک خاص سانچے میں ڈھالنے کے لئے کون سے عوامل کارفرما رہے ۔

---

[1] حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ فی الحقیقت حضرت زبیر رضؓ کی پھوپھی تھیں۔ یہاں اِس نسبت سے اُن کو ابنِ زبیر رضؓ کی پھوپھی کہا گیا ہے ۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دُوسرا باب

حضرت عبداللہؓ کے والد

ابُوعبداللہ زبیرؓ بن العوّامؓ

حضرت زبیرؓ بن العوّام القرشی الاسدی تاریخِ اِسلام کی ایک اہم ترین شخصیت ہیں۔ بارگاہِ نبوّت سے انھیں "حواریٔ رسولؐ" کا لقب عطا ہُوا اور سَرورِ کائناتؐ نے اپنی زبانِ مبارک سے انھیں جنّت کی بشارت دی۔ حضرت زبیرؓ کا شجرۂ نسب اس کتاب کے آغاز میں درج ہو چکا ہے۔ ان کو ذاتِ رسالت سے کئی نسبتیں حاصل تھیں:۔

۱۔ اُن کی والدہ ماجدہ حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمُطّلِب سرورِ کائناتؐ کی پھوپھی تھیں۔ گویا سرورِ کائناتؐ حضرت زبیرؓ کے ماموں زاد بھائی تھے۔

۲۔ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت زبیرؓ کی پھوپھی تھیں اِس لحاظ سے سَرورِ کائناتؐ حضرت زبیرؓ کے پھوپھا تھے۔

۳۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت زبیرؓ کی سالی تھیں یعنی اُن کی بڑی بہن حضرت اسماءؓ بنتِ ابوبکر صدیقؓ حضرت زبیرؓ کی زوجہ تھیں۔ اس نسبت سے حضرت زبیرؓ سرورِ کائنات کے ہم زُلف تھے۔

۴۔ حضرت زبیرؓ بن العوّام کا سِلسلۂ نسب قصّی بن کلاب پر رسُولِ اکرمؐ کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیر بن العوام رضؓ ہجرتِ نبوی سے اٹھائیس سال قبل پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں سایۂ پدری سے محروم ہو گئے۔ چچا نوفل بن خویلد نے اپنی سرپرستی میں اُن کی پرورش کی۔ حضرت زبیر رضؓ کی والدہ حضرت صفیہ رضؓ اپنے فرزند کو ایک بہادر سپاہی بنانے کی آرزومند تھیں، چنانچہ وہ حضرت زبیر رضؓ سے سخت محنت و مشقّت کا کام لیتیں اور وقتاً فوقتاً زجر و توبیخ اور زدوکوب سے بھی کام لیتیں۔

نوفل بن خویلد ایک دن بھتیجے کو ماں کے ہاتھوں پٹتا دیکھ کر بیتاب ہو گئے۔ اور حضرت صفیہ رضؓ کو سختی سے روکا کہ اس طرح تو تم بچے کو مار ڈالو گی۔ نوفل نے قبیلے کے دوسرے لوگوں سے بھی حضرت صفیہ رضؓ کی سختی کا ذکر کیا۔ جب اس بات کا چرچا عام ہوا تو حضرت صفیہ رضؓ نے یہ رجز پڑھا:

من قال انی ابغضہ فقد کذب انما اضربہ لکے یلب

"جس نے یہ کہا کہ مَیں اس (زبیر رضؓ) سے بُغض رکھتی ہُوں اُس نے غلط کہا۔ مَیں اُس کو اِس لئے پیٹتی ہُوں کہ عقل مند ہو۔

ویھزم الجیش ویاتی السلب .. الخ

اور فوج کو شکست دے اور مالِ غنیمت حاصل کرے۔"

ماں کی تربیت کا یہ اثر ہُوا کہ بڑے ہو کر حضرت زبیر رضؓ ایک دلاور صف شکن اور ضیغم شجاعت بنے۔

قبولِ اسلام

حضرتِ زبیر رضؓ خوش قسمتی سے ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جس پر آفتابِ اسلام کی شعاعیں دعوتِ حق کی ابتداء ہی میں پڑنے لگی تھیں۔ ان کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھوپھی اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ اسلام کی خاتونِ اوّل تھیں۔ اُن کی والدہ حضرت صفیہ رضؓ بنتِ عبدالمطّلب بھی آغازِ عہدِ نبوّت میں مشرف بہ ایمان ہوگئیں حضرت زبیر رضؓ نے اُنہی کے آغوشِ تربیت میں پرورش پائی۔ ناممکن تھا کہ نورِ اِسلام اُن کے منہاں خانۂ دِل کو منوّر نہ کرتا۔ چنانچہ سولہ برس کی عمر میں ہی انھوں نے دعوتِ حق پر لبّیک کہا۔ بعض مؤرخین نے اِسلام لانے والوں میں اُن کا نمبر چوتھا یا پانچواں لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے البتہ سابقون اوّلون میں وہ ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔

قبولِ اسلام کے بعد رسُولِ اکرم ؐ سے ان کی والہانہ شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ ایک دن یہ افواہ سُنی کہ سرورِ کائناتؐ کو مشرکین نے گرفتار کر لیا ہے۔ بے قرار ہو گئے اور شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر دوڑتے ہوئے آستانۂ نبوی پر جا پہنچے۔ حضورؐ کو بخیریت دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا۔ حضورؐ نے اُن کی شمشیرِ برہنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ "زبیر یہ کیا ہے؟"

حضرت زبیر رضؓ نے عرض کی۔ "یا رسول اللہ! میں نے سُنا تھا کہ خدانخواستہ آپ کو دُشمنوں نے گرفتار کر لیا ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا، اگر واقعی ایسا ہو جاتا تو تم کیا کرتے؟

حضرت زبیر رضؓ نے بے ساختہ کہا، "یا رسول اللہ میں اہلِ مکّہ سے لڑ مرتا"

حضورؐ اُن کا جذبۂ فدویت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اُن کے حق میں دُعائے خیر فرمائی۔

ابنِ اثیر صاحبِ "اُسدُالغابہ" کا بیان ہے کہ یہ پہلی تلوار تھی جو راہِ حق اور عشقِ رسُولؐ میں ایک بچّے کے ہاتھ سے عُریاں ہوئی۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذریعۂ معاش

حضرت زبیرؓ نے جس خاندان میں آنکھیں کھولیں، اُس کا ذریعۂ معاش "تجارت" تھا۔ اُن کی پھوپھی حضرت "خدیجۃ الکبریٰؓ" قریش کے سربرآوردہ تاجروں میں شمار ہوتی تھیں۔ حضرت زبیرؓ نے بھی تجارت ہی کو اپنا ذریعۂ معاش بنایا اور اللہ تعالےٰ نے اُن کے کاروبار میں خوب برکت دی۔

ایک دفعہ وہ ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام گئے۔ وہاں سے مکّہ کو واپس آرہے تھے کہ راستے میں سرورِ کائناتؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مُلاقات ہوگئی۔ یہ دونوں مقدس ہستیاں مکّہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جارہی تھیں۔ حضرت زبیرؓ نے ان دونوں کی خدمت میں سفید کپڑے تحفۃً پیش کئے۔ جو انھوں نے قبول فرمالئے اور یہی کپڑے زیبِ تن فرما کر مدینہ میں داخل ہوئے۔

ہجرت

حضرت زبیرؓ جب تک اِسلام نہیں لائے تھے اُن کا چچا اُن سے بے حد محبّت کرتا تھا۔ جونہی انھوں نے اِسلام قبول کیا، چچا کا رویّہ بدل گیا اور اُس نے اُن پر بے پناہ مظالم ڈھانے شروع کر دیئے۔ ایک چٹائی میں لپیٹ کر انھیں باندھ دیتا اور آگ سُلگا کر اس کا دُھواں اُن کی ناک میں چڑھاتا۔ حضرت زبیرؓ کا دَم گھُٹنے لگتا اور وہ بے حال ہوجاتے لیکن توحید کا نشہ ایسا نہ تھا کہ چڑھ کر اُتر جاتا۔ اُن کی زبان سے یہی نکلتا: "چچا! جتنا جی چاہے، ستالو۔ اب مَیں دامنِ توحید کو ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتا۔"

جب یہ مظالم حد سے بڑھ گئے تو سرورِ کائناتؐ کی اجازت سے حضرت زبیرؓ نے حبش کی ہجرت اختیار کی۔ کچھ عرصہ وہاں گزار کر مکّہ واپس آئے اور تجارت کا شغل اختیار کر لیا۔ ۱۳ سنہ بعد بعثت میں جب رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ سے ہجرت فرمائی، حضرت زبیرؓ ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئے ہوئے تھے۔ جب وہ شام سے مکہ کی طرف واپس آ رہے تھے تو رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ہمراہ مدینہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ حسنِ اتفاق سے راستہ میں حضرت زبیر رضؓ سے رسولِ اکرمؐ اور صدّیقِ اکبر رضؓ کی ملاقات ہو گئی۔ چنانچہ اسی موقع پر انھوں نے حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ (اپنے خسر) کی خدمت میں سفید کپڑے تحفۃً پیش کئے اور پھر مکہ تشریف لے گئے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضؓ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم لَقِيَ الزُّبَيْرَ رضؓ فِيْ رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا تُجَّارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ، فَكَسَا الزُّبَيْرُ رضؓ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم وَأَبَابَكْرٍ رضؓ ثِيَابَ بَيَاضٍ۔[1]

(یعنی رسول اللہ صلعم زبیر رضؓ سے ملے جو تاجر مسلمانوں کے ایک قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے۔ زبیر رضؓ نے رسولِ اکرمؐ اور ابوبکر صدّیق رضؓ کو سفید کپڑے پہنائے۔)

مکہ واپس آنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت زبیر بھی اپنی والدہ (حضرت صفیہ رضؓ) اور بیوی (حضرت اسماء رضؓ) کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے۔ اور دوسرے مسلمانوں کی طرح وہیں توطن اختیار کر لیا۔ حضرت زبیر رضؓ کا اپنی والدہ کے ہمراہ ہجرت کرنا اُن کی خاص خصوصیت سمجھی جاتی ہے۔

مواخاۃ | مکہ میں حضرت زبیر رضؓ کے اِسلامی بھائی حضرت طلحہ رضؓ تھے۔ مدینہ میں رسولِ اکرمؐ نے انصار میں سے اُن کا اسلامی بھائی حضرت

---

[1] بخاری کتاب المناقب باب ہجرۃ النبی صلعم واصحابہ الی المدینۃ۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سلمہ بن سلامہ بن وقش رضؓ کو تجویز فرمایا۔

مدینہ کی زندگی

مدینہ پہنچ کر حضرت زبیر رضؓ نے پہلے قباء میں قیام کیا۔ وہیں حضرت اسماء رضؓ کے بطن سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ پیدا ہوئے۔ اہلِ مدینہ کا مخصوص پیشہ زراعت تھا۔ حضرت زبیر رضؓ نے بھی مدینہ میں یہی پیشہ اختیار کر لیا۔

رسولِ کریم ﷺ نے حضرت زبیر رضؓ کو بنو نضیر میں ایک نخلستان عطا کیا اور ایک اور زمین بھی عطا کی، جس کا نام غابہ تھا۔ حضرت زبیر انہی زمینوں پر کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ اور اسی سے اپنا اور اپنے کنبے کا پیٹ پالتے تھے۔

غزوات و مشاہد

ہجرت کے بعد غزوات و مشاہد کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت زبیر رضؓ نے ہر معرکے میں کمال درجے کی استقامت اور بے جگری سے دادِ شجاعت دی۔ کئی موقعوں پر خود ذاتِ رسالتمآب ﷺ نے ان کی شجاعت اور جذبۂ فدویت کی برملا تعریف و تحسین فرمائی۔ شیرِ خدا حضرت علی مرتضیٰ رضؓ انہیں اشجع العرب کہا کرتے تھے۔

غزوۂ بدر

حق و باطل کا معرکۂ اوّل بدر کے میدان میں برپا ہوا تو حضرت زبیر رضؓ کی شمشیر خارا شگاف دشمن کی صفوں پر برقِ بے اماں بن کر گری اور انہیں درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ جدھر جھک پڑتے تھے دشمن کا دل بادل کائی کی طرح پھٹ جاتا۔ اس دن ان کے سر پر زرد عمامہ تھا۔ حضورؐ کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا۔ "آج مسلمانوں کی مدد کے لئے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ملائکہ بھی زرد عمامے باندھ کر آسمان سے اترے ہیں۔ حضرت اسماءؓ بنتِ ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ عین ہنگامۂ کارزار میں ایک جنگجو مشرک ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر للکارا۔ "کوئی ہے جو میرے مقابلے پر آئے"۔ حضورؐ نے ایک صحابی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تو اُس کے مقابلہ کے لئے جاتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہؐ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں جاتا ہوں"۔

اسی اثناء میں سرورِ عالمؐ کی نظر حضرت زبیرؓ پر پڑی جو قریب ہی بیٹھے تھے اور جوشِ غضب سے کسمسا رہے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اے ابنِ صفیہ کھڑے ہو جاؤ اور اس مشرک کے مقابلے پر جاؤ۔ حضرت زبیرؓ تیر کی طرح اس پر جھپٹے اور اس سے گتھم گتھا ہو گئے۔ دونوں بڑے شہ زور تھے اور ایک دوسرے کو ٹیلے سے نیچے گرانے کی کوشش کرتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ان دونوں میں سے جو پہلے گرے گا وہ مارا جائے گا۔ پھر آپؐ نے حضرت زبیرؓ کے حق میں دُعا فرمائی۔ چند ہی لمحے بعد دونوں لڑھکتے ہوئے نیچے اس طرح گرے کہ مشرک نیچے تھا اور حضرت زبیرؓ اس کے اُوپر اور پھر پلک جھپکنے کی دیر میں حضرت زبیرؓ نے اپنی تلوار سے مشرک کی گردن اڑا دی۔ اس کے بعد حضرت زبیرؓ کا مقابلہ قریش کے نامی بہادر عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہوا۔ صحیح بخاری کی روایت کے مُطابق خود حضرت زبیرؓ نے اس مقابلہ کا حال ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"بدر کے دن میرا سامنا عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہوا۔ وہ سَر تا پا لوہے میں غرق تھا۔ صرف اس کی آنکھیں نظر آتی تھیں۔ اُس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی۔ اُس نے للکار کر

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہا، میں ہوں ابو ذات الکرش۔ میں نے اپنی برچھی سے اُس پر حملہ کیا اور تاک کر اس کی آنکھ میں برچھی ماری، وہ مر گیا۔"

جب حضرت زبیرؓ ابو ذات الکرش کو ہلاک کر چکے تو اپنی برچھی کو اُس کی لاش پر پاؤں اڑا کر بڑی مشکل سے اس طرح نکالا کہ برچھی کا پھل مڑ گیا سرورِ کائناتؐ نے یہ برچھی حضرت زبیرؓ سے مانگ لی اور تا وفات اپنے پاس رکھی۔ حضورؐ کی رحلت کے بعد حضرت زبیرؓ نے اس برچھی کو واپس لے لیا لیکن اُن سے صدیق اکبرؓ نے مانگ لی۔ پھر یہ برچھی فاروقِ اعظمؓ کے قبضہ میں آئی۔ فاروقِ اعظمؓ کے بعد حضرت زبیرؓ نے یہ برچھی پھر واپس لے لی تھی۔ لیکن امیر المومنین عثمان ذوالنورینؓ نے اُن سے طلب کر لی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد یہ برچھی آلِ علیؓ کے پاس پہنچی۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے لے لی اور تا زندگی اپنے پاس رکھی۔

حضرت زبیرؓ کی جو تلوار بدر کے میدان میں چمکی وہ بھی اس برچھی کی طرح یادگار بن گئی۔ بدر کے دن حضرت زبیرؓ نے از خود رفتگی کے عالم میں یہ تلوار اس طرح چلائی کہ اس میں دندانے پڑ گئے۔ اس تلوار میں چاندی کا کام تھا۔ حضرت زبیرؓ کی شہادت کے بعد یہ تلوار ان کے جلیل القدر فرزند حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے قبضہ میں آئی۔ صحیح بخاری میں حضرت عروہؓ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد خلیفہ عبدالملک بن مروان اموی نے مجھے بلا کر پوچھا۔ "اے عروہ کیا تم زبیرؓ کی تلوار کو پہچانتے ہو؟" میں نے کہا: ہاں۔

عبدالملک نے پوچھا، اس کی نشانی کیا ہے؟ میں نے کہا۔ بدر کے دن

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس میں دندانے پڑ گئے تھے۔

عبدالملک نے کہا: ہاں سچ کہتے ہو اس میں لشکروں کی مڈبھیڑ سے دندانے پڑے ہوئے ہیں۔

پھر اُس نے یہ تلوار مجھے دے دی۔

عروہؒ کے فرزند ہشام کا بیان ہے کہ عروہؒ کے بعد اس مقدس تلوار کے متعلق آلِ زبیرؓ میں مناقشت پیدا ہوئی۔ ہم نے باہم اس کی قیمت تین ہزار درہم لگائی اور ہم میں سے ایک نے اُس کو لے لیا۔ کاش میں نے اس تلوار کو لے لیا ہوتا۔

غزوۂ بدر میں حضرت زبیرؓ کو تلوار کے (باختلافِ روایت) ایک یا دو زخم کاندھے پر آئے۔ ایک زخم اتنا شدید تھا کہ اس کے مندمل ہونے پر وہاں گڑھا سا بن گیا۔ حضرت عروہؒ بن زبیرؓ کا بیان ہے کہ میں بچپن میں اس گڑھے میں اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔

غزوۂ اُحُد

غزوہ اُحد میں حضرت زبیرؓ ان چودہ ثابت قدم صحابہ کرام میں سے ایک تھے جو شروع سے اخیر تک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سپر بنے رہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اُن کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ حافظ ابنِ کثیر نے یونس بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ اُحد کے دن طلحہ بن ابی طلحہ مشرکین کا علمبردار تھا۔ اُس نے میدانِ جنگ میں آکر مسلمانوں کو دعوتِ مبارزت دی۔ حضرتِ زبیرؓ دوڑتے ہوئے اُس کی طرف گئے اور جست لگا کر اس کے اونٹ پر سوار ہو گئے۔ پھر اس کو زمین کی طرف دھکیل کر اونٹ سے گرا دیا اور اپنی تلوار سے اس کو ذبح کر دیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کی تعریف فرمائی اور فرمایا۔ "ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔ اگر زبیر اس کے مقابلے کے لئے نہ نکلتا تو میں خود اُس کے مقابلے پر جاتا۔ (البدایہ والنہایہ)

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت زبیرؓ نے طلحہ کو نہیں بلکہ اس کے بیٹے کلاب بن طلحہ کو قتل کیا تھا اور طلحہ بن ابی طلحہ کے قاتل حضرت علیؓ مرتضیٰ تھے۔ بہرحال میدانِ اُحد میں حضرت زبیرؓ کے ہاتھ سے مشرکین کا ایک نامی جنگجو ضرور قتل ہوا۔

اثنائے جنگ میں ایک موقع پر سرورِ عالمؐ نے اپنی شمشیرِ مقدس نیام سے کھینچی اور فرمایا۔ "کون ہے جو آج اس کا حق ادا کرے؟"

حضرت زبیرؓ اور حضرت ابو دجانہ انصاریؓ نے تین مرتبہ اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ بالآخر حضورؐ نے یہ تلوار حضرت ابو دجانہؓ کو عطا فرمائی۔ تاہم حضرت زبیرؓ کا جذبۂ فدویت تاریخ کے صفحات میں ہمیشہ کے لئے محفوظ رہ گیا۔

صحیح بخاری میں حضرت عروہؓ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد میں زخم لگے اور مشرکین واپس چلے گئے تو آپؐ نے اس خیال سے کہ کہیں وہ پلٹ نہ پڑیں، فرمایا۔ کون اُن کے تعاقب میں جاتا ہے؟ صحابہ میں سے ستر آدمی اس کام کے لئے آمادہ ہوئے ان میں حضرت زبیرؓ بھی تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت عروہؓ کی زبانی حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ قول منقول ہے کہ آیت اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُصابَهُمُ الْقَرْحُ ان صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل میں غزوہ اُحد کے بعد مشرکین کا تعاقب کیا۔ ان میں حضرت زبیرؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی تھے۔

غزوۂ خندق

۵ھ میں فرزندانِ توحید کو خندق کی پُرصعوبت جنگ پیش آئی۔ اس موقع پر مشرکین کا ایک سیلابِ عظیم مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ سرورِ کائناتؐ نے مدینہ کے گرد خندق کھود کر اس لشکر کا مقابلہ کیا۔ مشرکین کا محاصرہ تقریباً تین ہفتے جاری رہا۔ اس دوران میں اگرچہ کوئی بڑی لڑائی نہیں ہوئی۔ لیکن فریقین میں وقتاً فوقتاً جھڑپیں ہوتی رہیں۔ حافظ ابنِ کثیر نے البدایہ میں ابنِ اسحاق کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ غزوۂ احزاب کے دوران میں ایک دن نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی نے اپنی لشکرگاہ سے باہر نکل کر مسلمانوں کو مقابلے کے لئے للکارا۔ حضرت زبیرؓ جھپٹ کر اس کے مقابل ہوئے اور اپنی تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اس موقع پر ان کی تلوار میں ایک دندانہ پڑ گیا۔ نوفل کو جہنم واصل کرنے کے بعد حضرت زبیرؓ یہ رجز پڑھتے ہوئے واپس آئے

اِنِّیْ اَمْرُؤٌ اَحْمِیْ وَاَحْتَمِیْ عَنِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی الْاُمِّیِّ

(میں وہ شخص ہوں جو اپنی بھی حفاظت کرتا ہوں اور نبی مصطفیٰ اُمّی کی بھی حفاظت کرتا ہوں)

یہود بنی قریظہ اور مسلمانوں میں باہم خیرسگالی کا معاہدہ تھا لیکن جنگِ خندق کے موقع پر یہودیوں کی نیت بدل گئی اور وہ مسلمانوں کی پشت میں خنجر گھونپنے کے منصوبے بنانے لگے۔ اہلِ حق کے لئے یہ بڑا نازک وقت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ حضورؐ کو ان غدّاروں کے فاسد عزائم کا علم ہوا تو آپؐ نے مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا۔ کون بنی قریظہ کی خبر لاتا ہے؟"

حضرت زبیرؓ نے بڑھ کر عرض کی "یا رسول اللہؐ میں جاتا ہوں"

سرورِ عالمؐ نے تین مرتبہ اپنے الفاظ دہرائے اور تینوں مرتبہ حضرت زبیرؓ نے اپنے آپ کو اس پُرخطر کام کے لئے پیش کیا۔ حضورؐ ان کے جذبۂ فدویت سے بہت خوش ہوئے۔ صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے اس موقع پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

"ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے"

صحیح بخاری ہی میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے یہ روایت منقول ہے کہ غزوۂ احزاب میں عمر ابن ابی سلمہ اور میں عورتوں کے ساتھ کر دیئے گئے تھے مَیں نے دیکھا کہ زبیرؓ گھوڑے پر سوار دو یا تین مرتبہ بنی قریظہ کی طرف گئے اور واپس آئے۔ جب (شام کو) میری ان سے مُلاقات ہوئی تو میں نے کہا، اباجان میں نے آپ کو (بنی قریظہ کی طرف) جاتے دیکھا تھا۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ بیٹا تم نے مجھے دیکھا تھا؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کون بنو قریظہ کی خبر لاتا ہے میں گیا۔ جب واپس آیا تو حضورؐ نے میرے لئے اپنے ماں باپ جمع کئے اور فرمایا

فِدَاكَ اَبِی و اُمّی (میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں)

اکثر اہلِ سیر کا بیان ہے کہ "فِدَاكَ اَبِیْ و اُمِّیْ" کے شرف لسانِ رسالتؐ سے حضرت زبیرؓ بن العوام اور حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کے سوا کسی اور کے لئے نہیں نکلے۔ جنگِ خندق کا یہ انجام ہوا کہ بائیس دِن کے محاصرے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد کفار آسمانی آفات اور مسلمانوں کی غیر معمولی استقامت کی تاب نہ لاکر بھاگ کھڑے ہوئے۔

غزوۂ خیبر

غزوۂ احزاب کے فوراً بعد حضرت زبیرؓ غزوۂ بنی قریظہ میں شریک ہوئے اور پھر ذیقعدہ ۶ھ میں بیعتِ رضوان کا عظیم شرف حاصل کیا۔ اواخر ۶ھ یا شروع ۷ھ میں خیبر کی جنگ پیش آئی تو اس میں بھی حضرت زبیرؓ نے کمال درجے کی جانبازی اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا۔ مؤرخ ابنِ ہشام کا بیان ہے کہ جب رئیسِ خیبر مرحب حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہاتھ سے مارا گیا تو اس کا قوی ہیکل اور جنگجو بھائی یاسر غضبناک ہوکر میدان میں آیا۔ حضرت زبیرؓ اس کے مقابلے کے لیے بڑھے۔ اُن کا قد و قامت یاسر کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ آج یاسر کے ہاتھ سے نہیں بچیں گے۔ اُن کی والدہ حضرت صفیہؓ بھی حضورؐ کے ساتھ مدینے سے آئی تھیں۔ انہوں نے بے قرار ہوکر حضورؐ سے عرض کیا: یارسول اللہؐ آج میرا جگر گوشہ شہید ہوگا۔"

سرورِ عالمؐ نے فرمایا۔ "نہیں انشاءاللہ وہ دشمن پر غالب آئے گا۔"

چنانچہ تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد حضرت زبیرؓ نے یاسر کو قتل کردیا۔

فتح مکّہ

غزوۂ خیبر کے بعد جب دس ہزار قدّوسیوں کا لشکر مکہ میں فاتحانہ داخل ہوا تو اس موقع پر حضرت زبیرؓ کو یہ امتیاز حاصل ہوا کہ انھیں علمِ نبویؐ تفویض کیا گیا۔

حضرت عُروہ بن زبیرؓ کا بیان ہے:

ثُمَّ جَاءَتْ كَتِيبَةٌ وَهِيَ پھر ایک فوج آئی جو تمام فوجوں سے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَقَلَّ الْكَتَائِبِ فِيهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم وَأَصْحَابُهُ، وَرَايَةُ النَّبِيِّ صلعم مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ۔

کم تھی۔ اس میں رسول اللہ صلعم اور اصحابؓ تھے اور علمِ نبویؐ زبیرؓ بن العوّام کے پاس تھا۔ (صحیح بخاری)

مکّہ میں داخلہ کے بعد جب ہر طرف امن وسکون ہو گیا تو حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ بن اسود اپنے گھوڑوں پر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے کھڑے ہو کر اُن کے چہرے کی گرد صاف کی۔

فتح مکّہ کے بعد حنین کا خونین معرکہ پیش آیا۔ حضرت زبیرؓ نے اس معرکہ میں اپنی شجاعت و بسالت کے خوب جوہر دکھائے۔ ایک موقع پر بہت سے مُشرکین ایک گھاٹی سے نکل کر حضرت زبیرؓ پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت زبیرؓ اس جُرأت اور استقامت کے ساتھ لڑے کہ کُفّار کا مُنہ پھیر دیا۔ وہ آخر تک میدان جنگ میں ڈٹے رہے۔

اس کے بعد حضرت زبیرؓ نے طائف اور تبوک کے غزوات میں شرکت کی۔ پھر حجۃ الوداع میں اُنھیں سرورِ کائناتؐ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔

خلافتِ صدّیقی

سرورِ کائناتؐ کی رحلت سے حضرت زبیرؓ پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا اور اُنھوں نے شکستہ دِل ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ شروع شروع میں خلافت کے معاملے میں وہ بنو ہاشم کے طرف دار تھے۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد انھوں نے صدیقِ اکبرؓ کی بیعت کر لی اور پھر خلافتِ صدّیقی کا دور خاموشی سے گزارا۔

خلافتِ فاروقی

فاروقِ اعظمؓ کے عہد خلافت میں حضرت زبیرؓ کے خون نے پھر جوش مارا اور وہ فاروقِ اعظمؓ سے اجازت لے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر اپنے فرزند عبداللہؓ کے ساتھ جہاد کے لئے شام پہنچے۔ اُس وقت شام کی فیصلہ کُن جنگ یرموک کے میدان میں لڑی جا رہی تھی۔ حضرت زبیرؓ نے اس جنگ میں بے پناہ شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ اُنھوں نے تنِ تنہا غنیم کی صفیں اُلٹ دیں اور شامیوں کے مُنہ پھیر دیئے۔

ایک موقع پر تو انھوں نے بے خوفی اور دلیری کا ایسا بے مثال مظاہرہ کیا کہ دوست دُشمن دنگ رہ گئے۔ اُن کے فرزند عروہؓ کی زبان سے یہ واقعہ سُنئے۔ فرماتے ہیں :

إنّ أصحابَ رسولِ اللهِ صلعم	رسُولِ اکرمؐ کے اصحاب نے جنگِ یرموک
قالوا للزبيرِ يومَ اليرموكِ ألا تشدُّ	میں زبیرؓ سے کہا۔ آپ شدت کیوں نہیں کرتے
فنشدَّ معكَ، فقالَ إنّي إنْ شددتُ	تاکہ ہم بھی شِدّت کریں۔ فرمایا اگر میں شِدّت
كذبتم، فقالوا لا نفعلُ، فحملَ	کروں گا تو تم جھوٹے ثابت ہو گے (یعنی میرا
عليهم حتّى شقّ صفوفهم، فجاوزهم	ساتھ نہ دے سکو گے)۔ لوگوں نے کہا ایسا
وما معهُ أحدٌ، ثمّ رجعَ مقبلاً	نہیں ہو سکتا۔ حضرت زبیرؓ نے کفار پر
فأخذوا بلجامهِ، فضربوهُ ضربتينِ	(ایک شدید) حملہ کیا اور ان کی صفیں درہم برہم
على عاتقهِ. بينهما ضربةٌ ضربها	کرکے آگے نکل گئے لیکن ان کا ساتھ کوئی مسلمان
يومَ بدرٍ قالَ عروةُ كنتُ أُدخلُ	نہ دے سکا۔ جب واپس آنے لگے تو کفار نے
أصابعي في تلكَ الضرباتِ ألعبُ	اُن کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اُن کے
وأنا صغيرٌ، قالَ عروةُ وكانَ	کندھے پر دو زخم لگائے اُن کے درمیان
معهُ عبدُ اللهِ بنُ الزبيرِ يومئذٍ	ایک اور ضرب تھی جو بدر میں لگی تھی۔ عروہ
وهو ابنُ عشرِ سنينَ فحملهُ على	کہتے ہیں میں بچپن میں ان ضربوں (کے گڑھے)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَرَسٍ وَدَکّلَ بِہٖ رَجُلاً ، میں اپنی انگلیاں داخل کر کے کھیلا کرتا تھا۔

عُروہ کہتے ہیں۔ عبداللہؓ بن زبیرؓ بھی اس دن زبیرؓ کے ساتھ یرموک میں تھے۔ دس سال اُن کی عمر[۱] تھی۔ زبیرؓ نے عبداللہؓ کو ایک گھوڑے پر سوار کرا دیا اور انکی حفاظت پر ایک شخص مقرر کیا ؎

جنگِ فسطاط

فتح شام کے بعد مجاہدینِ اسلام حضرت عمروؓ بن العاص کی سرکردگی میں مصر پر حملہ آور ہوئے اور وہاں کے مشہور شہر فسطاط کا محاصرہ کر لیا۔ چونکہ فسطاط کا قلعہ بہت مضبوط تھا اور مجاہدین کی تعداد بہت قلیل، اس لئے حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے امیرالمؤمنین سے مدد مانگی۔ فاروقِ اعظم رضؓ نے چار افسروں کی ماتحتی میں دس ہزار فوج بھیجی اور لکھ بھیجا کہ ان افسروں میں سے ہر ایک ہزار سوار کے برابر ہے۔ ان چار افسروں میں ایک افسر حضرت زبیر رضؓ بھی تھے۔ فسطاط پہنچ کر انھوں نے محاصرہ سخت کر دیا لیکن سات ماہ تک قلعہ فتح ہونے میں نہ آیا۔ ایک دن حضرت زبیرؓ کو زبردست جوش آیا۔ انھوں نے تلوار ہاتھ میں لی اور سیڑھی لگا کر قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ چند اور مجاہدین نے ان کا ساتھ دیا اور فصیل پر پہنچ کر ایک فلک شگاف نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ نیچے کی فوج نے بھی نعرہ ہائے تکبیر لگانے شروع کر دیئے۔ عیسائی سہم گئے اور سمجھے کہ مسلمان قلعہ کے اندر گھس آئے ہیں۔ حضرت زبیر رضؓ نے فصیل سے اُتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور تمام اسلامی لشکر اندر گھس آیا۔ عیسائی بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر انھوں نے امان طلب کی۔

---

[۱] راوی کو حضرت عبداللہ رضؓ کی عمر کے بارے میں یقیناً تسامح ہوا۔ جنگ یرموک کے موقع پر حضرت عبداللہ رضؓ کی عمر تیرہ برس سے کم کسی صورت میں نہیں ہوسکتی ؎

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے اُن کی درخواست قبول کر کے فسطاط پر اسلامی عَلم لہرا دیا۔

فتح سکندریہ

فسطاط کی فتح کے بعد حضرت زبیر رضؓ نے سکندریہ کی تسخیر میں نمایاں حِصّہ لیا۔ سکندریہ کا قلعہ اپنے زبردست استحکامات کی وجہ سے ناقابلِ تسخیر متصوّر کیا جاتا تھا۔ اِسلامی فوجیں مدّت سے محاصرہ کئے پڑی تھیں۔ آخر ایک دن حضرت زبیر رضؓ اور حضرت مسلمہ بن مخلدؓ نے فوج کے چند مضبوط دستے اپنے ہمراہ لئے اور اس زور شور سے حملہ کیا کہ دشمن کے لئے اطاعت قبول کرنے کے سِوا کوئی چارہ نہ رہا۔

عُہدۂ خلافت کے لئے نامزدگی

اواخر ۲۳ھ ہجری میں فاروقِ اعظم رضؓ نے جامِ شہادت پیا۔ انہوں نے اپنی شہادت سے پہلے چھ آدمیوں کے نام پیش کئے اور فرمایا کہ سرورِ کائنات صؐ ان چھ بزرگوں سے آخر وقت تک راضی رہے تھے۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ ان میں سے ایک کو منصبِ خلافت پر فائز کیا جائے۔ ان چھ بزرگوں میں ایک حضرت زبیر رضؓ بھی تھے۔ ان سب نے حضرت عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف کو اپنا حکم بنایا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے ہر شخص سے انفرادی طور پر رائے لی۔ حضرت زبیر رضؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے حق میں اظہارِ خیال کیا لیکن اکثریتِ آراء حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کے حق میں تھی۔ چنانچہ مجلسِ شوریٰ نے حضرت عثمان رضؓ کو خلافت کے لئے منتخب کیا۔ حضرت زبیر رضؓ نے اس انتخاب کو فوراً تسلیم کر لیا اور حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلافتِ عثمانی

حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت زبیر رضؓ نے عزلت گزینی اختیار کر لی اور ہر قسم کے ہنگاموں سے کنارہ کش ہو گئے۔ حضرت عثمان رضؓ امارتِ حج کا فرض خود انجام دیا کرتے تھے۔ ایک بار انھیں نکسیر کی سخت شکایت پیدا ہو گئی اور وہ حج سے معذور رہ گئے۔ چنانچہ لوگوں سے مشورہ کر کے انھوں نے حضرت زبیر رضؓ کو امیرِ حج مقرر فرمایا۔

۳۵ھ ہجری میں مفسدین نے بارگاہِ خلافت کا محاصرہ کر لیا اور مدینہ منورہ پر عملاً اُن کی حکومت قائم ہو گئی۔ اس خطرناک موقع پر حضرت زبیر رضؓ نے اپنے بڑے فرزند عبداللہؓ کو بارگاہِ خلافت کی حفاظت پر مامور فرمایا لیکن ایک دن باغی دوسری طرف سے دیوار پھلانگ کر کاشانۂ خلافت میں داخل ہو گئے اور امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کی شہادت کا سانحۂ عظیم پیش آیا۔

حضرت زبیر رضؓ کو امیر المؤمنین کی مظلومانہ شہادت سے سخت صدمہ پہنچا۔ لیکن مفسدین کا زور تھا۔ وہ تو امیر المؤمنین رضؓ کی تجہیز و تکفین کے روادار بھی نہ تھے۔ آخر حضرت زبیر رضؓ اور چند دوسرے مسلمانوں نے جان پر کھیل کر حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کی تجہیز و تکفین کی۔ رات کے وقت پوشیدہ طور پر حضرت زبیر رضؓ نے اُن کی نمازِ جنازہ ادا کی اور مضافاتِ مدینہ میں حش کوکب نامی ایک مقام پر انھیں سپردِ خاک کیا۔

جنگِ جمل

حضرت عثمان غنی رضؓ کی شہادت کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ حالات و واقعات نے کچھ ایسی صورت اختیار کر لی کہ قصاصِ عثمان رضؓ کے سلسلہ میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مقابلہ میں اصلاح کا علم بلند کیا۔ حضرت زبیر رضؓ اور

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت طلحہ رض ام المؤمنین رض کے پُرجوش حامیوں میں تھے۔ داعیانِ اصلاح نے پہلے بصرہ پر قبضہ کیا اور پھر ایک لشکرِ جرّار لے کر جمل کے میدان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلہ میں صف آرا ہوئے۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور حضرت زبیر رض کو پکار کر کہا:

"ابوعبداللہ! کیا تمھیں وہ دن یاد ہے جب ہم دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے سرورِ کائنات ص کے سامنے سے گزرے تھے۔ حضور ص نے تم سے سوال کیا تھا کیا تم علی رض کو دوست رکھتے ہو؟ جب تم نے اثبات میں جواب دیا تو حضور ص نے فرمایا تھا۔" ایک دن تم علی رض سے ناحق لڑو گے۔"

حضرت زبیر رض نے جواب دیا۔" ہاں مجھے یاد آگیا۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو اتنا فرما کر اپنے لشکر میں واپس چلے گئے لیکن حضرت زبیر رض کے دل کی دنیا بدل گئی۔ اسی وقت میدانِ جنگ سے کنارہ کشی اختیار کی اور کسی کے روکے نہ رکے۔ ارادہ تھا کہ بصرہ سے اپنا سامان لے کر حجاز کی طرف چلے جائیں۔

شہادت

جب حضرت زبیر رض جمل سے عازمِ بصرہ ہوئے تو ایک شخص عمرو بن جرموز نے ان کا تعاقب کیا۔ حضرت زبیر رض نے بصرہ پہنچ کر اپنے غلاموں کو سامان کے ساتھ روانگی کا حکم دیا اور خود بصرہ کی آبادی سے دور نکل آئے۔ اُس وقت عمرو بن جرموز اُن کے قریب پہنچا اور پوچھا:

"ابوعبداللہ! آپ نے قوم کو کس حال میں چھوڑا؟"

حضرت زبیر رض: "سب ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے درپے تھے۔"

عمرو بن جرموز: "آپ نے کس طرف کا قصد کیا ہے؟"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیرؓ: "میں اپنی غلطی سے آگاہ ہو گیا ہوں، اب اس ہنگامے سے کنارہ کش ہو کر کسی طرف نکل جانا چاہتا ہوں۔"

کچھ دُور جانے کے بعد ظہر کی نماز کا وقت آگیا۔ حضرت زبیرؓ نماز کیلئے کھڑے ہو گئے۔ جونہی وہ سجدہ میں گئے عمرو بن جرموز نے اُن کی گردن پر تلوار کا وار کیا اور حواریٔ رسولؐ کا سرِ اقدس کاٹ لیا۔ یہ افسوسناک واقعہ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ ہجری کو پیش آیا۔

غدّار ابن جرموز حضرت زبیرؓ کی زرہ اور تلوار وغیرہ لے کر امیر المؤمنینؓ علی کرّم اللہ وجہہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسے توقّع تھی کہ شیرِ خداؓ اس کام کو سراہیں گے لیکن امیر المؤمنینؓ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار پر ایک حسرت کی نگاہ ڈالی اور فرمایا۔ "اس تلوار نے بارہا سرورِ کونینؐ کے سامنے سے مصائب کے بادل ہٹائے ہیں۔ اے ابنِ صفیہؓ کے قاتل! تجھے جہنّم کی بشارت۔"

شہادت کے وقت حضرت زبیرؓ کی عمر چونسٹھ برس تھی۔ آخری آرام گاہ وادی السّباع میں بنی۔

ازواج و اولاد

حضرت زبیرؓ بن العوام نے مختلف اوقات میں سات شادیاں کیں۔ ان کی ازواج کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ حضرت اسمآءؓ بنتِ ابُوبکر صدّیقؓ۔
۲۔ حضرت اُمِّ خالدؓ بنتِ خالد بن سعیدؓ بن عاص۔ ۳۔ ربابؓ بنتِ انیف۔
۴۔ زینبؓ بنتِ مرثد۔ ۵۔ حضرت اُمِّ کلثوم رضؓ بنتِ عقبہ۔
۶۔ حلالؓ بنتِ قیس۔ ۷۔ حضرت عاتکہؓ بنتِ زید بن عمرو بن نفیل۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیرؓ کو اللہ تعالیٰ نے کثرت سے اولاد دی تھی۔ بعض بچے اُن کے سامنے ہی انتقال کر گئے۔ جو اُن کی شہادت کے وقت زندہ تھے، اُن کے نام یہ ہیں:

عبداللہؓ - عروہؓ - منذرؓ - خدیجہؓ الکبریٰ - اُمِ الحسنؓ - عائشہؓ - (یہ سب حضرت اسماءؓ کے بطن سے تھے)۔

خالد - عمر - جبیبہ - سودہ - مہند - (یہ حضرت ام خالدؓ کے بطن سے تھے)۔

مصعبؒ - حمزہ - رملہ - (یہ رباب بنت انیف کے بطن سے تھے)۔

عبیدہ - جعفر - حفصہ - (یہ زینب بنت مرثد کے بطن سے تھے)۔

زینب - (یہ ام کلثوم کے بطن سے تھیں)۔

حضرت زبیرؓ کی اولاد میں حضرت عبداللہؓ، عروہؒ، منذرؒ اور مصعبؒ اپنی اِسلامی اور علمی خدمات کی بناء پر نہایت ممتاز اور نامور ہوئے۔

حُلیہ

حضرت زبیرؓ کا قد طویل تھا۔ خصوصاً پاؤں اس قدر لمبے تھے کہ گھوڑے پر سوار ہوتے تو پاؤں زمین سے چھو جاتے۔ رنگ گندمی، بدن چھریرا، سر پر گھنے بال، داڑھی میں بال کم تھے۔

متروکات

حضرت زبیرؓ کو رسولِ اکرمؐ نے نواح مدینہ میں کچھ زمین عطا فرمائی تھی، جسے وہ خود آباد کرتے تھے۔ فتح خیبر کے بعد حضورؐ نے اُنھیں بنو نضیر کا ایک وسیع اور سرسبز قطعہ عطا فرمایا۔

صدیقِ اکبرؓ نے انھیں مقامِ جرف میں ایک جاگیر عطا کی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے انھیں عقیق میں ایک سرسبز زمین دی۔ اصلی ذریعۂ معاش تجارت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ شہادت کے بعد ان کی جائداد کا تخمینہ پانچ کروڑ دو لاکھ درہم (یا دینار) کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف مقامات پر اُن کے پندرہ مکانات تھے (گیارہ مدینہ میں، دو بصرہ میں، ایک کُوفہ میں اور ایک مصر میں) لیکن یہ تمام مکانات انھوں نے وقف (یا صدقہ) کر دیئے تھے۔

اپنی بے مثال فیاضی اور سخاوت کی بدولت بائیس لاکھ کے مقروض ہو گئے تھے۔ شہادت کے بعد یہ قرض اُن کی جائداد سے ادا کیا گیا۔

اخلاق و عادات

حضرت زبیرؓ بے حد پارسا، متقی، حق پسند، مستغنی اور فیاض تھے۔ خشیتِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ معمولی سے معمولی واقعہ پر کانپ اُٹھتے تھے۔

دیانت و امانت

حضرت زبیرؓ کی دیانت اور امانت کا عام شہرہ تھا۔ لوگ نہ صرف اپنا مال و متاع ان کے پاس امانت رکھتے تھے بلکہ اپنی وفات کے وقت انھیں اپنی اولاد اور مال کا محافظ بنانے کی آرزو کرتے تھے چنانچہ حضرت عثمانؓ، عبداللہؓ بن مسعود، عبدالرحمٰنؓ بن عوف جیسے جلیل القدر صحابہ نے انھیں اپنا وصی بنایا۔

فیاضی

حضرت زبیرؓ کی فیاضی کا یہ عالم تھا کہ اُن کے ایک ہزار غلام روزانہ اُجرت پر کام کر کے جو رقم لاتے وہ اُسی وقت راہِ خدا میں لُٹا دیتے تھے۔

کمالِ اتقاء

حضرت زبیرؓ اگرچہ حواریٔ رسولؐ تھے لیکن کمالِ اتقاء کے باعث وہ بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اُن کی قلّتِ روایت کا سبب اس طرح بیان کیا ہے:

قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ إِنِّي لَا أَسْمَعُكَ | میں نے زبیرؓ سے کہا میں آپ کو رسول اللہ صلعم سے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم کَمَا یُحَدِّثُ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اُفَارِقْہُ وَلٰکِنْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنتا جس طرح فلاں اور فلاں حدیث بیان کرتے ہیں؟ فرمایا میں نے حضورؐ کا ساتھ نہیں چھوڑا لیکن آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو مجھ پر جھوٹ بولے اُس کا ٹھکانا جہنم ہے۔"

گویا حضرت زبیرؓ محض احتیاط کی بناء پر زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے گریز فرماتے تھے۔ جو حدیثیں وہ بیان کرتے تھے اُن کا تعلق بھی عام طور پر اخلاق وغیرہ سے ہوتا تھا۔

شجاعت واستقلال

حضرت زبیرؓ نے جنگِ بدر، جنگِ اُحد، جنگِ خندق، جنگِ خیبر، جنگِ حنین، جنگِ یرموک اور فتح فسطاط و سکندریہ وغیرہ کے موقع پر جس شجاعت اور استقلال کا مظاہرہ کیا، اس پر مزید کسی اضافہ کی ضرورت نہیں۔

غذا ولباس

باوجود تموّل و خوشحالی کے حضرت زبیرؓ نہایت سادہ غذا کھاتے تھے۔ اُن کی پوشاک بھی سادہ ہوتی تھی۔ میدانِ جنگ میں البتہ سرورِ کائناتؐ کی اجازت سے ریشمی کپڑے پہنتے تھے۔ آلاتِ حرب میں بھی تکلّف برتتے تھے اور نہایت عمدہ ہتھیار رکھتے تھے۔ انکی تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔

ایثار

فاروقِ اعظمؓ نے اپنی شہادت سے پہلے خلافت کے لئے جن چھ آدمیوں کا نام لیا، ان میں حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے۔ لیکن انہوں نے ایثار سے کام لیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ تاہم جب مجلسِ شوریٰ نے حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے حق میں فیصلہ دیا تو اُنھوں نے بلاچون وچرا حضرت عثمانؓ کی بیعت کر لی۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

جلیل القدر ماں

حضرت اسماءؓ بنتِ ابوبکر صدیقؓ

نام و نسب

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جس جلیل القدر ماں کے بطن سے تولد ہوئے وہ رفیقِ نبوت حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جگر گوشہ تھیں اور آسمانِ علم و فضل کا مہرِ عالمتاب۔ وہ ہجرتِ نبویؐ سے ستائیس برس پیشتر مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔ والدہ کا نام قتیلہ تھا جو قریش کے ایک نامور سردار عبدالعزیٰ کی بیٹی تھیں۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت اسماءؓ کی چھوٹی سوتیلی بہن تھیں اور حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ حقیقی بھائی۔

اسلام

حضرت اسماءؓ نے اپنے جلیل القدر والد کی طرح ابتداء ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس لئے سابقون اولون میں شمار ہوتی ہیں ایک روایت کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں ان کا اٹھارھواں نمبر تھا حضرت اسماءؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا نکاح حواریٔ رسول ؐ حضرت زبیرؓ بن العوّام سے ہُوا۔

لقب

حضرت اسماءؓ کو تاریخ میں "ذات النِطاقین" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ لقب اُن کو ذاتِ رسالتؐ کی طرف سے مرحمت ہُوا تھا اس کا واقعہ یہ ہے کہ ہجرتِ نبوی کے موقع پر جب رسُولِ اکرم ؐ حضرت صدّیقِ اکبرؓ کو ساتھ لے جانے کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت اسماءؓ نے دو تین دِن کا کھانا تیار کیا تاکہ سرورِ کائناتؐ کو راستے میں تکلیف نہ ہو۔ کھانے کے برتن اور پانی کے مشکیزے کو باندھنے کی ضرورت محسوس ہُوئی۔ اُس وقت جلدی میں رسّی تو مل سکی، حضرت اسماءؓ نے اپنا کمر بند (نطاق) کھول کر اس کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک سے مشکیزے کا مُنہ باندھا اور دوسرے سے کھانے کا برتن۔ حضورؐ نے اُن کی اس خدمت سے خوش ہو کر "ذات النطاقین" کے لقب سے نوازا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رسُولِ اکرم ؐ اور صدیقِ اکبرؓ غارِ ثور میں مقیم تھے تو حضرت اسماءؓ روزانہ رات کو دونوں مقدس ہستیوں کے پاس کھانا لے جاتیں اور کھانا کھلا کر واپس آجاتی تھیں۔ حُسنِ اتفاق سے اُن کے نقوشِ پا بکریوں کے کھُروں سے مِٹ جاتے تھے اور کُفّار کو سُراغ نہ مِلتا تھا۔ جس رات رسُولِ اکرم ؐ نے غارِ ثور سے چلنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اُسی رات نطاق والا معاملہ پیش آیا۔ واقعہ کی صورت کچھ بھی ہو، بہرحال اُنھیں دربارِ نبوت سے ذات النِطاقین کا لقب ضرور مل گیا۔

ہجرت

رسولِ کریم ؐ اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچ گئے تو مستورات کو مکّہ سے بُلا بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنی ماں اور دونوں بہنوں (حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت اسماءؓ) کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور قبا میں قیام کیا۔ یہاں حضرت اسماءؓ کے بطن سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تولد ہوئے۔ ان کی ولادت باسعادت تاریخ میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

اولاد

حضرت اسماءؓ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت زبیرؓ سے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا کیں۔ اُن کے نام یہ ہیں۔ عبداللہؓ۔ عروہؓ۔ منذرؓ۔ مہاجرؓ۔ عاصمؓ۔ خدیجۃؓ الکبریٰ۔ اُم الحسنؓ اور عائشہؓ۔

عام حالات

حضرت اسماءؓ نہایت راسخ العقیدہ مسلمان تھیں اور شعائرِ دینی کی نہایت پابند تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے شوہر اور اولاد کو دولتِ دنیوی سے مالا مال کر دیا تھا لیکن اُنھوں نے ہمیشہ موٹا جھوٹا کپڑا پہنا اور نہایت زاہدانہ زندگی بسر کی۔ محنت مشقّت سے مطلقاً جی نہ چُراتی تھیں۔ جب اُن کا نکاح حضرت زبیرؓ سے ہُوا، اس وقت وہ بہت غریب تھے۔ صرف ایک گھوڑا اور ایک اُونٹ اُن کی ملکیت تھے۔ اُن کی خبر گیری حضرت اسماءؓ ہی کے سپُرد تھی۔ حضورؐ نے حضرت زبیرؓ کو مدینہ سے تین فرلانگ کے فاصلے پر ایک نخلستان عطا فرمایا تھا۔ حضرت اسماءؓ روزانہ وہاں جاکر کھجُوروں کی گٹھلیاں جمع کرتیں اور اپنے سر پر لاد کر گھر تک لاتی تھیں۔ پھر خود ہی اُن کو دلتی اور گھوڑے کو کھلاتی تھیں۔ پانی بھرتیں اور ڈول سِیتی تھیں۔

ایک دن سر پر گٹھلیاں اٹھائے نخلستان سے آ رہی تھیں کہ راستے میں رسولِ اکرمؐ مِل گئے۔ حضورؐ نے اپنا اُونٹ بٹھا دیا تاکہ اسماءؓ اس پر سوار ہو جائیں لیکن اُن کو

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرم محسوس ہوئی اور اونٹ پر نہ بیٹھیں۔ چنانچہ حضورؐ تشریف لے گئے۔ گھر آکر حضرت زبیرؓ سے یہ قصہ بیان کیا تو انھوں نے کہا۔ "سبحان اللہ سر پر گٹھلیاں لادنے سے شرم نہیں آئی لیکن رسول اللہ کے اونٹ پر بیٹھنے سے شرم و حیا مانع ہوئی"۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنی لختِ جگر کو ایک غلام دیا جس نے جانوروں کی خبر گیری کا کام سنبھال لیا۔ اس طرح حضرت اسماءؓ کی مصیبتوں میں کمی ہو گئی۔ کم مائیگی اور افلاس کی وجہ سے حضرت اسماءؓ امورِ خانہ داری میں بہت احتیاط سے کام لیتی تھیں اور ہر چیز کو ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں۔ رسولِ کریمؐ کو معلوم ہوا تو انھوں نے فرمایا: "ناپ تول کر مت خرچ کیا کرو ورنہ اللہ تعالےٰ بھی اِسی حساب سے دے گا"۔

حضورؐ کے ارشاد کے مطابق حضرت اسماءؓ نے اس عادت کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا۔ اس کے بعد اُن کے شوہر کی مالی حالت سُدھرنے لگی اور کچھ مُدّت کے بعد وہ انتہائی متمول ہو گئے۔ اس حالت میں بھی حضرت اسماءؓ نے اپنی زندگی کا چلن قائم رکھا۔ ہمیشہ رُوکھی سُوکھی روٹی سے شکم پُری کرتیں اور موٹا جھوٹا کپڑا پہنتیں۔ ایک دفعہ اُن کے لڑکے منذرؓ عراق کے جہاد سے کافی مالِ غنیمت لے کر واپس آئے۔ اُس میں کچھ قیمتی زنانہ کپڑے بھی تھے۔ انھیں لے کر وہ اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت اسماءؓ نے یہ کپڑے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔ "بیٹا! مجھے تو موٹا کپڑا پسند ہے"۔ چنانچہ منذرؓ اُن کے لئے موٹے کپڑے لائے جو اُنھوں نے خوشی سے قبول کر لئے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مزاج میں جُود و سخا کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ اُن کے دستِ کرم سے بیسیوں لوگ فیض یاب ہوتے تھے۔ اپنے بچّوں کو ہمیشہ نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اپنا مال حاجت مندوں پر صرف کرو۔ جو صدقہ کروگے اور راہِ خدا میں خرچ کروگے، وہی تمھارے کام آئے گا کہ اس ذخیرہ کے ضائع ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں۔

حضرت زبیرؓ کے مزاج میں کچھ تشدّد تھا اس لئے حضرت اسماءؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا: "یارسول اللہ! کیا مَیں اپنے شوہر کی لاعلمی میں اُن کے مال سے کچھ فقراء اور مساکین کو دے سکتی ہوں؟" حضورؐ نے فرمایا: "ہاں دے سکتی ہو۔"

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی وفات کے بعد ان کے ترکہ سے ایک قطعہ زمین حضرت اسماءؓ کے حصّے میں آیا۔ حضرت اسماءؓ نے اُس کو ایک لاکھ درہم میں فروخت کرکے تمام رقم اعزّہ و اقارب میں تقسیم کر دی۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے اپنی خالہ عائشہؓ اور والدہ اسماءؓ سے زیادہ سخی اور کریم النفس کسی کو نہیں دیکھا۔ فرق یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ ذرا ذرا جوڑ کر جمع کرتی تھیں۔ جب کچھ رقم جمع ہوجاتی تھی تو سب کی سب بانٹ دیتی تھیں، اور حضرت اسماءؓ جو کچھ پاتی تھیں، اُسی وقت تقسیم کر دیتی تھیں"

غیرتِ دینی

حضرت اسماءؓ نہایت راسخ العقیدہ مسلمان تھیں۔ ایک دفعہ اُن کی والدہ قتیلہ اُن کے لئے کچھ تحائف لے کر ملنے آئیں۔ قتیلہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اِس لئے حضرت اسماءؓ کی غیرتِ دینی نے گوارا نہ کیا کہ اپنی مشرک ماں کے تحائف قبول کریں یا انھیں اپنے مکان

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں ٹھہرائیں ۔۔۔ چنانچہ انھوں نے حضرت عائشہ رضؓ کی معرفت رسولِ اکرمؐ سے دریافت کیا کہ اس موقع پر میرے لئے کیا حکم ہے؟ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ ان کے تحائف قبول کرلو اور ان کو اپنے گھر میں مہمان رکھو۔ چنانچہ رسول اللہ سے اجازت ملنے پر ہی انھوں نے والدہ کو اپنے مکان میں ٹھہرایا اور اُن کے تحفے قبول کئے۔ اسی طرح اُن کی والدہ نے ایک دفعہ مدینہ منوّرہ آکر اُن سے کچھ روپے مانگے۔ حضرت اسماءؓ اُن کے شِرک کی وجہ سے روپے دینے میں متأمّل ہُوئیں اور رسُولِ کریم سے مشورہ کیا۔ حضورؐ نے فرمایا: "وہ تمھاری والدہ ہیں، تم ان کی امداد کرسکتی ہو"۔

شجاعت

حضرت اسماءؓ بہت نڈر اور شجاع تھیں۔ سَرورِ کونینؐ کی رحلت کے بعد وہ اپنے شوہر اور فرزند کے ہمراہ شام کے میدانِ جہاد میں تشریف لے گئیں اور یرموک کی جنگ میں دادِ شجاعت دی۔

سعیدؓ بن عاص کے دورِ امارت میں جب مدینہ منوّرہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن گیا اور کثرت سے چوریاں ہونے لگیں تو حضرت اسماءؓ اپنے سرہانے ایک خنجر رکھ کر سویا کرتی تھیں۔ لوگوں نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتی ہیں، تو جواب دیا۔ جب کوئی چور میرے گھر آئے گا تو خنجر سے اُس کا پیٹ پھاڑ دُوں گی۔

فضل و کمال

حضرت اسماءؓ بے حد عابد و زاہد تھیں۔ کثرتِ عبادت سے ان کے تقدس کا عام شہرہ ہوگیا تھا اور طرح طرح کے مریض ان کے پاس دُعائے خیر کرانے آتے تھے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے اپنی وفات کے وقت رسُولِ اکرمؐ کا ایک جُبّہ اُن کو دیا تھا۔ حضرت اسماءؓ کے گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو وہ اس جُبّہ کو دھو کر اس کا پانی مریض کو پلا دیتی تھیں، اسکی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برکت سے اُسے شفا ہو جاتی تھی۔

حضرت اسماءؓ کئی بار فریضۂ حج سے مشرّف ہوئیں۔ پہلا حج انھوں نے سَرورِ کائناتؐ کی معیت میں کیا۔ اُن سے چھپّن۵۶ حدیثیں مَروی ہیں۔ راویوں میں عبداللہ بن زبیرؓ، عروہ بن زبیرؓ، عباد بن عبداللہؓ، ابنِ عبّاسؓ، ابن ابی ملیکہؓ مشہور ہیں۔

حضرت زبیرؓ سے علیٰحدگی

سالہا سال کی ازدواجی زندگی کے بعد کچھ ایسے افسوسناک واقعات پیش آئے کہ حضرت اسماءؓ اور حضرت زبیرؓ میں مستقل علیٰحدگی ہو گئی یعنی حضرت زبیرؓ نے حضرت اسماءؓ کو طلاق دے دی۔ طلاق کے اسباب کیا تھے، اسکے متعلّق مؤرّخین نے مختلف قیاس آرائیاں کی ہیں لیکن اصل سبب اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ابنِ اثیر کے قیاس کے مطابق طلاق کا سبب یا تو حضرت اسماءؓ کی کبیرالسنی اور نابینائی تھی اور یا حضرت زبیرؓ کے مزاج کی درشتی، جس کی وجہ سے دونوں میاں بیوی کے تعلّقات میں کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ ایک دفعہ زد و کوب تک نوبت پہنچی۔ حضرت اسماءؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ سے مدد چاہی۔ حضرت زبیرؓ کو یہ ناگوار گزرا اور انھوں نے عبداللہؓ سے کہا: "اگر تم ماں کی مدد کو آؤ گے تو اسے طلاق ہے۔" حضرت عبداللہؓ ماں کی مصیبت برداشت نہ کر سکے اور ان کو والد کے پنجہ سے چھڑا لیا۔ بس یہی واقعہ دونوں میاں بیوی کے درمیان مستقل علیٰحدگی کا سبب بن گیا۔ اِس علیٰحدگی کے باوجود حضرت اسماءؓ نے حضرت زبیرؓ کی طرف سے دِل مَیلا نہ کیا۔ ۳۱ھ میں جب وہ جنگِ جمل

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے واپس آتے ہوئے ابنِ جرموز کے ہاتھوں شہید ہو گئے تو حضرت اسماءؓ کو بہت صدمہ پہنچا اور بے اختیار اُن کی زبان پر ایک پُر درد مرثیہ جاری ہو گیا۔

صبر و ہمّت حضرت اسماءؓ کمال درجہ کی صابر، حق گو اور باہمّت خاتون تھیں۔ اپنے خدمت گزار اور محبوب فرزند عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے موقعہ پر انھوں نے جس بے مثال صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا اور جس بے باکی سے حجّاج بن یوسف سے گفت گو کی اُس کا تفصیلی ذکر ابنِ زبیرؓ کی شہادت کے باب میں آئے گا۔

وفات حضرت اسماءؓ بارگاہِ رَبُّ العزّت میں یہ دُعا مانگا کرتی تھیں کہ "الٰہی جب تک مَیں اپنے فرزند عبداللہؓ کی لاش نہ دیکھ لوں، اور اس کا جُثّہ کفنا دفنا کر مطمئن نہ ہو جاؤں، مجھے موت نہ آئے۔" اللہ تعالیٰ نے اُن کی یہ دُعا قبول کر لی۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیرؓ کو انھوں نے اپنی زندگی میں شہید ہوتے دیکھ لیا۔ اور پھر ان کی تجہیز و تکفین بھی اپنے ہاتھوں سے کی۔ اُن کی شہادت کے چند دنوں کے بعد (باختلافِ روایت سات، بیس یا سو دن کے بعد) حضرت اسماءؓ نے بھی جمادی الاوّل ۷۳ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اُس وقت اُن کی عمر سو سال کی تھی۔ وفات سے کافی عرصہ پہلے بینائی جاتی رہی تھی لیکن عام صحت بہت اچھی تھی۔ سارے دانت سلامت تھے اور ہوش و حواس بالکل درست تھے۔ قد دراز اور جسم فربہ تھا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

ابنِ زبیرؓ کی ولادت

(۱)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے سنِ ولادت کے متعلق دو روایات ہیں ایک روایت کے مطابق وہ ۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور دوسری روایت کے مطابق ۲ھ ہجری میں پہلی روایت زیادہ مستند ہے۔ جائے پیدائش بالاتفاق قباء ہے جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک بستی ہے۔ حضورؐ نے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے اس بستی میں چند دن قیام فرمایا تھا۔

حضرت عبداللہؓ کی ولادت تاریخ میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ ہجرتِ نبویؐ کے تھوڑے عرصہ بعد حضرت زبیر بن العوامؓ نے بھی اپنی والدہ حضرت صفیہؓ اور زوجہ حضرت اسماءؓ کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی اور قباء میں قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت حضرت اسماءؓ حاملہ تھیں۔ ادھر اتفاق سے کچھ مدت سے کسی مہاجر کے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی اور یہودِ مدینہ نے مشہور کر دیا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے،

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ان کا سلسلۂ نسل منقطع کر دیا ہے۔ اب ناممکن ہے کہ کسی مسلمان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو۔

(۲)

مسلمانوں کو یہود کی باتوں پر یقین تو نہیں تھا پھر بھی مدینہ کی فضا پر کچھ افسردگی سی طاری تھی۔ عین اس وقت جب یہود کی شرانگیزی پورے عروج پر تھی، حضرت اسماءؓ کے بطن سے حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے۔ مسلمانوں کو حضرت عبداللہؓ کی پیدائش پر بے حد مسرت ہوئی اور انھوں نے فرطِ انبساط میں اس زور سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے کہ دشت وجبل گونج اٹھے۔ یہودی سخت شرمندہ ہوئے۔ کیونکہ حضرت عبداللہؓ کی ولادت سے خدا نے دشمنانِ حق کے چہرے سیاہ کر دیئے اور ان کے دجل وتلبیس کا پردہ چاک کر دیا۔

حضرت اسماءؓ بچے کو گود میں لے کر سرورِ کائناتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضورؐ نے بچے کو اپنی آغوشِ مبارک میں لے لیا۔ پھر ایک کھجور منگوائی، دہنِ مبارک میں ڈال کر اسے چبایا اور پھر اسے اپنے لعابِ دہن کے ساتھ ننھے کے منہ میں ڈالا۔ گویا اس عالمِ رنگ وبو میں آنے کے بعد سب سے پہلی چیز جو حضرت عبداللہ کے دہن وشکم میں گئی، وہ سرورِ کائناتؐ کا لعابِ دہن تھا۔

ع یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اس کے بعد حضورؐ نے اس سعادت مند بچے کے لئے دعائے خیر وبرکت مانگی۔ عبداللہؓ نام رکھا اور کنیت ان کے جلیل القدر نانا کے نام پر ابوبکر

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رکھی۔ اس کنیت کے علاوہ حضرت عبداللہؓ کو ابُوخبیب کی کنیت سے بھی پکارا جاتا تھا۔

(۳)

حضرت عبداللہؓ کی عمر تقریباً آٹھ برس کی تھی۔ کہ ایک دن حضرت زبیرؓ انھیں ہمراہ لے کر سرورِ کائناتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "یارسولؐ اللہ! میرے بچّے کو بیعت سے مشرّف فرمایئے۔" حضورؐ کمسن عبداللہؓ کو دیکھ کر مُسکرائے اور پھر اُنھیں بیعت سے مشرّف فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہؓ وقتاً فوقتاً سرورِ کائناتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیضانِ نبویؐ سے بہرہ یاب ہوتے۔ اُن کا حافظہ بہت قوی تھا۔ اس چھوٹی سی عمر میں حضورؐ کی زبانِ مبارک سے جو بات نکلتی، اُسے خوب غور سے سُنتے اور یاد رکھتے تھے۔ چنانچہ کئی متفق علیہ احادیث اُن سے مَروی ہیں۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب

ابتدائی عمر

(۱)

حضرت عبداللہ رضؓ نے حضرت زبیرؓ بن العوام جیسے جلیل القدر والد، بنتِ صدّیقِ اکبرؓ حضرت اسماءؓ ذات النطاقین جیسی عظیم المرتبت والدہ اور بحرِ علم وفضل امُ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ جیسی خالہ کے آغوشِ تربیت میں پرورش پائی۔ انھیں فیضانِ نبویؐ سے براہِ راست استفادہ کا موقع بہت کم ملا۔ کیونکہ ابھی اُن کی عمر نو دس سال کی تھی کہ سرورِ کونینؐ نے رحلت فرمائی۔ اس کے باوجود کتبِ احادیث میں ان سے تنتیس ۳۳ احادیث مروی ہیں۔ ان احادیث سے ان کی زبردست قوتِ حافظہ کا ثبوت ملتا ہے۔ تحصیلِ علم میں حضرت عبداللہ رضؓ نے اپنے والدین اور خالہ سے خوب خوب استفادہ کیا۔ سولہ سترہ برس کی عمر میں اُن کا شمار فقہائے عرب میں ہونے لگا۔ آگے چل کر اُن کے علمِ قرآن، حدیث اور فقہ کی وسعت کا اعتراف دوست دشمن سب نے کیا۔ اُن کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ اُن کے زمانۂ لڑکپن میں لوگوں نے پوچھا کہ "تم عالم اور درویش ہونا بہتر سمجھتے ہو یا تونگر اور جاہل ہونا؟"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے جواب دیا: "علم کا درویشی کے ساتھ ہونا اچھا ہے کیونکہ جب مَیں عالم ہُوں گا تو ہو سکتا ہے کہ علم کے سبب مال دار ہو جاؤں اور اس وقت عالم بھی ہُوں گا اور مال دار بھی، اور اگر جاہل رہا تو ممکن

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جہالت کے باعث کوئی ایسا کام کروں کہ مال نہ رہے۔ پھر میرے پاس جہالت اور درویشی باقی رہ جائے گی۔"

حضرت زبیرؓ کے حالات میں آچکا ہے کہ اُن کی والدہ حضرت صفیہؓ نے اپنے لختِ جگر کی پرورش اس طور پر کی تھی کہ اس کی شجاعت و بسالت کے فطری جوہر چمکیں اور بڑا ہو کر وہ ایک جانباز سپاہی بنے۔ حضرت صفیہؓ کی آرزو پوری ہوئی اور حضرت زبیرؓ ایک شجاع اور نڈر جنگجو بنے۔ حضرت زبیرؓ نے بھی اپنی اولاد کی تربیت میں خاص طور پر اِس بات کا خیال رکھا کہ اُن کے فرزند راہِ حق کے جانباز سپاہی بنیں۔ چنانچہ ان کے فرزندوں میں حضرت عبداللہؓ اور حضرت مصعبؓ اپنے شجاع باپ کے اوصاف کے بہترین مظہر ثابت ہوئے اور شجاعانِ عرب میں اُن کا شمار ہوا۔

(۲)

حضرت عبداللہؓ بچپن ہی سے نہایت جری اور نڈر تھے۔ جنگِ خندق کے وقت اُن کی عمر تقریباً پانچ برس کی تھی۔ اُن کی عمر کے اکثر بچے جنگ کا منظر دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ننھے عبداللہ ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ کر نہایت دلچسپی سے جنگ کے مناظر دیکھا کرتے تھے اور خوف و ہراس اُن کے نزدیک بھی نہیں پھٹکتا تھا۔

حضرت عبداللہؓ کی قوتِ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ وہ اس جنگ کے بعض واقعات سُنایا کرتے تھے۔ بالخصوص حضرت زبیرؓ کی مہم بنو قریظہ کا واقعہ انھیں بہت اچھی طرح یاد تھا۔ اس کی تفصیل حضرت زبیرؓ کے حالات میں آچکی ہے۔

ایک دفعہ کمسن عبداللہؓ اپنے چند ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی شخص نے ازراہِ شرارت یا مذاق بھیانک آواز نکالی۔ بچے سہم گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے لیکن حضرت عبداللہؓ بہت جلد پلٹ پڑے اور اپنے ساتھیوں سے کہا: میں تمھارا سردار بنتا ہوں۔ آؤ اس شخص پر مل کر حملہ کریں۔ چنانچہ سب لڑکوں نے اُن کی بات مان لی اور انھیں سردار بنا کر اس شخص پر حملہ کر دیا۔

حضرت عمر فاروقؓ نہایت رُعب اور دبدبہ والے آدمی تھے۔ اُن کے سامنے کسی بچّے کی مجال نہیں تھی کہ شرارت میں مشغول رہے۔ ایک دن حضرت عبداللہؓ بہت سے بچّوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ اُدھر سے حضرت عمر فاروقؓ کا گذر ہوا۔ سب بچّے انھیں دیکھ کر بھاگ نکلے لیکن حضرت عبداللہؓ اپنی جگہ پر ڈٹ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: "لڑکے تم کیوں نہیں بھاگے؟"

حضرت عبداللہؓ نے کڑک کر جواب دیا: "میں نے نہ کوئی خطا کی ہے اور نہ راستہ تنگ ہے کہ آپ کے لئے چھوڑتا۔ اِس لئے بھاگنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔"

حضرت عمرؓ لڑکے کی جرأت اور بے خوفی سے بہت مسرور ہوئے اور مسکراتے ہوئے چلے گئے۔

(۳)

ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پچھنے لگوائے اور جو خون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دے کر فرمایا کہ اس کو کہیں دبا دو یا کسی ایسی جگہ چھپا آؤ کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔

ابنِ زبیرؓ گو کم سن تھے لیکن حضورؐ سے اُن کو بے پناہ محبّت تھی۔ انھوں

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے حضورؐ کا خون لے لیا اور اُن کی نظروں سے اوجھل ہو کر پی لیا۔ واپس آئے تو حضورؐ نے پوچھا کہ اس خون کو کہاں پھینکا؟ انھوں نے عرض کی: "یا رسول اللہؐ! مَیں نے اِس کو پی لیا۔" ایک دُوسری رِوایت کے مطابق اُنھوں نے جواب دیا کہ "مَیں نے اپنے نزدیک سب سے پوشیدہ جگہ دیکھ کر وہاں رکھ دیا۔" حضورؐ نے فرمایا کہ "ایسا معلوم ہوتا ہے، تُو اس کو پی گیا۔"

ابنِ زبیرؓ نے عرض کی: "ہاں یا رسول اللہ۔"

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "جس کے بدن میں میرا خون جائیگا، اس کو جہنّم کی آگ نہیں چھُو سکتی مگر تیرے لئے بھی لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو تجھ سے"۔[1] (۴)

رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رحلت کے بعد مُسلمانوں کی فتح وظفر کا سیلاب شام کی طرف بڑھا تو رُومیوں نے پے در پے شکستوں کے بعد ایک فیصلہ کُن جنگ لڑنے کی ٹھانی۔ چنانچہ یرموک کے میدان میں انھوں نے ایک لشکرِ جرار جمع کیا۔ مُسلمانوں نے بھی اپنی بساط کے مطابق طاقت جمع کی اور اللہ کے بھروسے پر رومیوں کی مہیب طاغوتی طاقت سے بھِڑ گئے۔ رُومیوں نے ایسی عبرتناک شکست کھائی کہ پھر انھیں اس طرح مجتمع ہو کر لڑنے کی ہمّت نہ ہُوئی۔ اس جنگ میں حضرت عبداللہؓ بھی اپنے والد حضرت زبیرؓ کے ہمراہ شریک ہُوئے۔ باختلافِ روایت اُس وقت اُن کی عُمر دس سال، تیرہ سال، پندرہ سال اور اکیس سال کی تھی۔ اس تضاد کی وجہ یہ ہے کہ یرموک

---

[1] حکایاتِ صحابہ بحوالہ خمیس۔ تاریخ الخلفاء سیوطی بحوالہ مسند ابو یعلےٰ۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے سنِ وقوع کے متعلق مؤرخین میں سخت اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ جنگ ۱۳ھ یا ۱۵ھ میں ہوئی اور بعض اس کا سالِ وقوع ۲۱ھ یا ۲۲ھ بتاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک جنگِ یرموک ۱۵ھ میں ہوئی۔ اس حساب سے حضرت عبداللہؓ کی عمر تقریباً ۱۵ سال کی تھی، جب انھوں نے جنگ میں شرکت کی۔ دس سال والی روایت میں راوی کو تسامح ہوا ہے کیونکہ جنگِ یرموک کے موقع پر حضرت عبداللہؓ کی عمر دس سال کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔ حضرت زبیرؓ نے اپنے فرزند کو ایک گھوڑے پر سوار کرا دیا تھا اور اُن کی حفاظت کے لئے ایک شخص کو مقرر کر دیا تھا۔ کیونکہ ابھی وہ ناتجربہ کار تھے اور جنگ کی افراتفری میں انھیں نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ تھا۔

(۵)

معرکۂ یرموک کے بعد حضرت عبداللہؓ اپنے والدِ محترم کے ہمراہ کئی اور معرکوں میں شریک رہے۔ چونکہ کم عمر تھے اِس لئے اُن کی شرکت کی تفصیلات تاریخوں میں نہیں ملتیں البتہ بعض تاریخوں میں جہادِ مصر میں ان کی شرکت بالتصریح درج ہے۔ اُس وقت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی عمر سترہ سال کی تھی۔ ۱۶ھ ہجری میں مسلمانوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا اور اس کے ساتھ ہی عیسائیوں کی قوت شام میں مکمل طور پر ٹوٹ گئی۔ اب اُن کی قوت و شوکت اور اُمیدوں کا مرکز مصر تھا جس پر ابھی تک عیسائیوں کا عَلَم اقتدار لہرا رہا تھا۔ فاروقِ اعظمؓ جب بیت المقدس تشریف لے گئے تو حضرت عمروؓ بن العاص نے بڑے اصرار سے اُن سے مصر پر فوج کشی کی اجازت حاصل کی۔ ۱۶ھ ہجری کے اواخر یا ۱۷ھ ہجری کے اوائل میں حضرت عمروؓ بن العاص چار ہزار مجاہدین کے ہمراہ مصر کی جانب بڑھے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُن دنوں رُومی سردار ارطبون بھی ایک طاقتور فوج کے ساتھ مصر میں مقیم تھا۔ مُسلمانوں کی آمد کی خبر سُنکر اس نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا۔ بڑے گھمسان کا رَن پڑا، جو ارطبون کی شکست پر منتج ہُوا۔ اس کے بعد مُسلمانوں نے آگے بڑھ کر دو مصری شہروں "فرما" اور "عین شمس" پر خُوں ریز لڑائی کے بعد قبضہ کر لیا۔ مقوقس والی مصر مُسلمانوں کی یلغار سے ہراساں ہو گیا۔ کھلے میدان میں مقابلہ کی ہمّت نہ پڑی اس لئے اپنی تمام تر قوّت جمع کر کے سکندریہ میں محصُور ہو بیٹھا۔

فارُوقِ اعظم رضؓ نے حضرت زبیر رضؓ اور مقداد رضؓ کو دس ہزار مجاہدین کے ہمراہ حضرت عمرؓو بن العاص کی امداد کے لئے مصر رَوانہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ بھی اپنے والد کے ہمراہ مصر گئے۔ تین ماہ کے محاصرہ کے بعد سکندریہ مفتوح ہو گیا۔ اس کے بعد مُسلمان فسطاط کی طرف بڑھے۔ فسطاط کا مضبوط قلعہ سات ماہ کے طویل محاصرہ کے بعد حضرت زبیرؓ بن العوّام کی بے مثال جُرأت کی بدولت فتح ہو گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حضرت زبیرؓ بن العوّام کے حالات میں آ چکی ہے۔

ان تمام معرکوں میں حضرت عبداللہؓ اپنے شجاع باپ کے ساتھ برابر شریک رہے۔ مصر سے واپسی کے بعد وہ تحصیلِ علم میں مشغول رہے حتّٰی کہ ۲۴ھ ہجری میں امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ مسند نشینِ خلافت ہوئے۔ اُس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ چوبیس برس کے تھے۔ اُن کی بے داغ جوانی اور علم و زُہد کے سبھی قائل تھے۔ لیکن اُن کی شجاعت و بسالت کے جوہر ابھی لوگوں نے نہیں دیکھے تھے۔ ۲۶ھ میں یہ موقع بھی فراہم ہو گیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب

جہادِ طرابلس

(۱)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کے کارہائے نمایاں کا آغاز جہادِ طرابلس سے ہوا۔ طرابلس کی جنگ خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کے عہدِ خلافت کے مشہور واقعات میں شمار ہوتی ہے۔ اس جنگ میں قلیل التعداد مسلمانوں کو نہایت نامساعد حالات میں محض حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کی شجاعت، تدبیر اور سیاست کی بدولت ایک طاقت ور دشمن پر فتح حاصل ہوئی۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ ۲۶ھ ہجری میں مصر کے گورنر حضرت عبداللہؓ بن سعد (المعروف بہ ابنِ ابی سرح) نے دربارِ خلافت سے افریقہ پر فوج کشی کی اجازت مانگی۔ اس زمانے میں برِاعظم افریقہ کے شمالی حصہ میں واقع ممالک طرابلس، لیبیا، الجزائر، مراکش وغیرہ کے مجموعہ کو افریقہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

اس وقت افریقہ پر ایک عیسائی بطریق جرجیر (گریگوری) حکمران تھا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن ابی سرح کو نہایت خوش دلی سے افریقیہ پر فوج کشی کی اجازت دے دی۔ انھوں نے دس ہزار (اور بعض روایتوں کے مطابق چالیس ہزار) مجاہدین کے ساتھ سرزمینِ افریقیہ کی طرف پیشقدمی کی۔ لشکرِ اسلام برقہ کے بے آب وگیاہ ریگ زار اور دوسرے دشوار گزار علاقوں سے گزرتا اور کوچ پر کوچ کرتا تھوڑے ہی عرصہ میں طرابلس جا پہنچا۔ طرابلس اُن دنوں حکومت اور تجارت کا مرکز تھا اور افریقیہ کا سب سے اہم حصہ تھا۔

جرجیر ایک آزمودہ کار جرنیل تھا۔ مسلمانوں کی پیش قدمی کی خبر سُنکر اس نے زور شور سے جنگی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ جب مسلمان طرابلس پہنچے تو انھوں نے جرجیر کو ایک لاکھ بیس ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مقابلہ کے لئے تیار پایا۔ تمام عرب اور عیسائی مؤرخین نے جرجیر کی بہادری اور جنگی مہارت کی تعریف کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی جرجیر کی بیٹی[1] کا ذکر کیا ہے جو حسن و جمال اور ذہانت و شجاعت میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی۔ یہ لڑکی اپنے باپ کے پہلو بہ پہلو گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ میں حصہ لیتی تھی اور اپنی افواج کو مسلمانوں کے مقابلے پر جوش دلاتی تھی۔

مسلمان ایک تو اپنے مرکز سے بہت دور تھے، دوسرے اُن کی تعداد بہت قلیل تھی۔ انھوں نے عیسائی فوج کو شکست دینے کی مقدور بھر کوشش کی لیکن جرجیر کی آزمودہ کاری کے آگے اُن کی کچھ پیش نہ چلی۔

(۲)

کئی مہینے گزر گئے۔ دونوں فوجوں کے درمیان زبردست جھڑپیں ہوتی

---

[1] بعض تاریخوں میں اس لڑکی کا نام فلپانا درج ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہیں لیکن لڑائی کا کوئی فیصلہ ہونے میں نہ آیا۔ عیسائی افواج کی حالت مسلمانوں کی نسبت بہت بہتر تھی۔ ایک تو وہ اپنے وطن میں لڑ رہی تھیں، دوسرے جرجیر نے اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص مسلمانوں کے سپہ سالار کا سر کاٹ کر لائے گا اسے وہ ایک لاکھ اشرفی نقد انعام دے گا اور اپنی بیٹی بھی اس کے ساتھ بیاہ دے گا۔ اس اعلان سے عیسائی افواج میں بڑا جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا تھا اور اکثر عیسائی فوجی حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح کی تاک میں منڈلاتے رہتے تھے۔ عبداللہؓ بن ابی سرح نے احتیاطی طور پر میدانِ رزم میں آنا چھوڑ دیا تھا۔ اِس سے مسلمانوں میں بے دِلی سی پھیل رہی تھی۔ عین اُس وقت —— حضرت عبداللہ بن زبیرؓ[1] شجاعانِ عرب کے ایک مضبوط دستے کے ہمراہ دن رات ایک کرتے مسلمانوں کی مدد کے لئے بڑھ رہے تھے۔ امیر المؤمنینؓ کو طرابلس پر حملہ اور مجاہدین کے متعلق بہت تشویش تھی چنانچہ اُنھوں نے مدینہ سے ایک مضبوط دستہ کمک کے طور پر طرابلس روانہ کیا۔ اس کمک کی فوج میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حسینؓ بن علیؓ، حسنؓ بن علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور

---

[1] عیسائی مؤرخ گبن (GIBBON) نے اس موقع پر عبداللہ بن زبیرؓ کی جگہ حضرت زبیرؓ بن عوام کا نام لکھ دیا ہے۔ چنانچہ مولانا راشد الخیری مرحوم نے اپنی کتاب "منظرِ طرابلس" میں گبن کی روایت ہی کو اپنایا ہے۔ مولانا عبدالحلیم شرر نے بھی ایک موقع پر فتح طرابلس کا سہرا حضرت زبیرؓ بن العوام کے سر باندھا ہے لیکن دوسری جگہ انھوں نے اپنی پہلی روایت کی تصحیح کر لی ہے۔ حقیقت میں جنگ کے ہیرو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہی تھے۔ گبن کو اس معاملے میں تسامح ہوا ہے۔ تمام عربی تاریخوں میں جنگِ طرابلس میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے کارنامے کو نمایاں جگہ دی گئی ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عباسؓ جیسے نامور اصحاب شامل تھے۔

مُسلمانوں نے کمُکی فوج کو تائیدِ غیبی سمجھا اور اُن کے حوصلے بڑھ گئے۔ کمکی فوج نے اپنی آمد کے وقت پُرزور نعرہ تکبیر بلند کیا۔ مُسلمانوں کا جوش و خروش دیکھ کر عیسائی لشکر پر سراسیمگی طاری ہو گئی لیکن جرجیر نے اپنے لشکر کی ہمّت بندھائی۔ اس وقت تک دونوں لشکروں میں بے قاعدہ جھڑپیں ہو رہی تھیں اور لڑائی کا کوئی وقت مقرر نہ تھا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تمام حالات کا جائزہ لیا اور مُسلمانوں کو مشورہ دیا کہ بہتر یہ ہے کہ صُبح سے دوپہر تک روزانہ باقاعدگی سے میدانِ رزم گرم کیا جائے، اس کے بعد لڑائی بند کر دی جائے اور مسلمان اپنی قیامگاہ پر آجائیں۔ سب مُسلمانوں نے ان کے مشورہ کو پسند کیا۔ چنانچہ لڑائی اُسی ڈھنگ سے ہونے لگی۔

عبداللہؓ بن ابی سرح اپنے خیمے سے بہت کم باہر آتے تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اُن سے اس پہلو تہی کا سبب پُوچھا تو عبداللہؓ بن ابی سرح نے جرجیر کے اعلان کا حال بیان کیا اور کہا کہ میرے پچھلی صفوں میں رہنے کا سبب محض احتیاط ہے تاکہ میرے قتل سے مُسلمانوں میں بددِلی نہ پھیل جائے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ابنِ ابی سرحؓ کو مشورہ دیا کہ آپ بھی جوابی اعلان کر دیں کہ جو شخص جرجیر کا سر لائے گا اُسے ایک لاکھ نقد انعام دیا جائے گا اور جرجیر کی لڑکی بھی اس کے ساتھ بیاہ دی جائے گی۔

ابنِ ابی سرحؓ کو یہ مشورہ نہایت صائب معلوم ہُوا۔ چنانچہ اُنھوں نے اسی وقت اس نوعیت کا اعلان کرا دیا۔ جرجیر کو جب اِس واقعہ کا عِلم ہُوا تو

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ بہت پریشان ہوا۔ تاہم پرانا خرانٹ تھا۔ حوصلہ نہ ہارا اور مسلمانوں کے مقابلے پر ڈٹا رہا۔ کافی دن اسی طرح گزر گئے اور جنگ کسی فیصلہ کن مرحلے میں داخل نہ ہوئی۔

(۳)

ایک دن عبداللہ بن زبیرؓ نے ابنِ ابی سرح سے کہا کہ اِس طرح جنگ ختم ہونے میں نہ آئے گی، ہم اپنے مرکز سے دُور ہیں اور جرجیر اپنے مُلک کے اندر ہے۔ اُسے تازہ دم فوجوں اور خوراک کی کمی نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ حکمتِ عملی سے کام لیا جائے۔ کل جنگ شروع ہونے پر ہماری نصف فوج اپنی قیامگاہ پر رہے اور نصف عیسائیوں سے نبرد آزما ہو۔ جب عیسائی تھک کر لوٹ جائیں تو ہماری محفوظ اور تازہ دم فوج اس پر حملہ کر دے۔ ابنِ ابی سرحؓ نے اس مشورہ کو بے حد پسند کیا۔ دُوسرے مُسلمانوں نے بھی اس کی تائید کی۔

اگلی صبح طے شدہ پروگرام کے مطابق مُسلمانوں کے نصف لشکر نے عیسائیوں سے لڑائی چھیڑی اور نصف لشکر خیموں میں لڑائی کی تیاری کرتا رہا۔ جب عیسائی فوج تھک گئی تو ابنِ زبیرؓ نے اپنی تازہ دم فوج کے ساتھ عیسائیوں پر ایک طوفانی حملہ کیا۔ یہ حملہ اتنا شدید اور ناگہانی تھا کہ جرجیر اور اُس کی بیٹی کی ہزار کوششوں کے باوجود عیسائی نہ سنبھل سکے اور سخت افراتفری کی حالت میں میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے۔ جرجیر لڑتا ہوا مارا گیا اور اُس کی بیٹی مُسلمانوں کے ہاتھ اسیر ہو گئی۔ بیشمار مالِ غنیمت بھی مُسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ بعض تاریخوں میں ہے کہ جرجیر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہی کے ہاتھ سے مارا گیا اور اُس

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی لڑکی ابنِ زبیرؓ کو ملی۔ ابنِ زبیرؓ نے اس لڑکی سے شادی کر لی یا اسے آزاد کر دیا؟ مستند تاریخیں اس سوال کے جواب میں خاموش ہیں۔

اس معرکہ کے بعد عبداللہؓ بن ابی سرح نے فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے بنا کر تمام مُلک میں پھیلا دیئے۔ کچھ عرصہ کے بعد تمام طرابلس مفتوح ہو گیا اور وہاں کے مقتدر اُمراء نے پچیس[۲۵] لاکھ دینار پر مُسلمانوں سے صُلح کر لی۔

(۴)

عیسائی اب افریقیہ کے ایک اور مشہور شہر سبیطلہ میں جمع ہو گئے اور وہاں کے قلعہ کو خوب مُستحکم کر کے مسلمانوں سے لڑنے مرنے پر تُل گئے۔ مُسلمانوں کو عیسائیوں کے عزائم کی خبر ہُوئی تو وہ بھی پُوری تیاری کے ساتھ سبیطلہ کی طرف بڑھے۔ چند دنوں کے محاصرہ کے بعد عیسائیوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

غرض سنہ ۲۹ ہجری میں افریقیہ (الجزائر و مراکش) کے تمام مشہور شہر اور علاقے مُسلمانوں نے یکے بعد دیگرے فتح کر لئے۔ ان تمام معرکوں میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بے پناہ ہمت اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اور اُن کا نام شجاعانِ عرب میں شمار ہونے لگا۔

سنہ ۳۰ ہجری میں مجاہدینِ اسلام نے طبرستان پر فوج کشی کی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اِس مہم میں بھی نمایاں حصّہ لیا اور متعدد معرکوں میں نہایت بہادری سے لڑے۔ اہلِ طبرستان نے شکست کھائی اور جزیہ دے کر مُسلمانوں سے صُلح کر لی[۱]۔

---

[۱] ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ مسلمانوں نے سنہ ۲۹ھ میں جرجان اور طبرستان پر فوج کشی کی (باقی اگلے صفحہ پر)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں ہے کہ افریقیہ کی فتح کے بعد مالِ غنیمت کا خمس لے کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ امیر المؤمنین رضؓ کی خدمت میں مدینہ منوّرہ پہنچے اور مسلمانوں کو جہادِ طرابلس و افریقیہ کی تفصیلات بتائیں۔ مُسلمان نہایت مسرُور ہوُئے۔ اس کے بعد ابنِ زبیر رضؓ جہادِ طبرستان کے لئے رَوانہ ہوُئے۔

طبرستان کی فتح کے بعد ابنِ زبیر رضؓ مستقل طور پر مدینہ منوّرہ واپس آگئے۔ اُسی سال یعنی سنہ ۳۰ھ میں حضرت عثمان رضؓ نے قرآنِ کریم کی کتابت کے لئے چند جلیل القدر صحابہؓ کو مامور فرمایا۔ ابنِ زبیر رضؓ کی عُمر اس وقت تقریباً تیس ۳۰ برس کی تھی لیکن اُن کے علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ امیر المؤمنین نے اِس مقدس اور اہم کام کے لئے جن بزُرگوں کو چنا اُن میں ایک حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ بھی تھے۔

اس مہم کی قیادت حضرت سعیدؓ بن العاص والیٔ کوفہ کر رہے تھے۔ سعید رضؓ کے ساتھ حضرت حسن رضؓ، حُسین رضؓ، عبداللہ بن عبّاس رضؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ تمام نوجوانانِ قریش تھے۔ حضرت عثمان رضؓ کے حکم سے عبداللہ بنؓ عامر والیٔ بصرہ بھی ایک جرّار فوج کے ساتھ حضرت سعید رضؓ کی مدد کے لئے رَوانہ ہوُئے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ہی سعید رضؓ نے طبرستان پر حملہ کر کے کئی اہم شہر فتح کر لئے۔ جرجان کے حکمران نے دو لاکھ پر صُلح کر لی۔

(تاریخ الکامل۔ جلد نمبر ۳)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

شہادتِ حضرت عثمانؓ

(۱)

امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کی شہادت تاریخ کا ایک نہایت المناک واقعہ ہے۔ جتنا یہ واقعہ دردناک ہے اتنا ہی پیچیدہ ہے۔ ۳۵ھ ہجری میں جب یہ واقعہ پیش آیا، دارالخلافت مدینہ منوّرہ میں متعدد اکابر صحابہؓ موجود تھے اور ان میں سے اکثر حضرت عثمانؓ کی حمایت کا دم بھرتے تھے۔ ان کے علاوہ امیر المؤمنین رضؓ کے دوسرے حامیوں کی تعداد بھی کم نہ تھی لیکن اس کے باوجود ضعیف العمر خلیفۂ وقت جس بے دردی سے شہید کئے گئے اور جس طرح رات کی تاریکی میں اُن کی تدفین عمل میں آئی وہ انتہائی حیرت انگیز بھی ہے اور حسرت ناک بھی۔ خلیفۂ ثالثؓ کی شہادت نے مسلمانوں میں فتنہ کے ایسے دروازے کھول دیئے جو شاید ہی قیامت سے پہلے بند ہوں۔ حضرت عثمان غنی رضؓ کی شہادت کے اسباب و علل اور دوسرے حالات قلم بند کرنا اِس مختصر

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب میں ممکن نہیں اور نہ یہ ہماری کتاب کا موضوع ہے۔ تاہم اس سانحۂ المیہ کے وقت چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ بھی مدینہ منوّرہ میں موجود تھے اور انھوں نے امیر المؤمنین رضؓ کی حفاظت کے لئے مقدور بھر کوشش کی اِس لئے ضروری ہے کہ اس دردناک واقعہ کا مختصر حال یہاں بیان کر دیا جائے ۔

(۲)

حضرت عمرِ فاروق رضؓ کی شہادت کے بعد ۲۴ھ ہجری میں حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ اتفاقِ عام کے ساتھ مسند آرائے خلافت ہوئے۔ اُن کی خلافت کے ابتدائی چھ سال کامل امن وامان سے گزرے۔ مُسلمانوں کی فتوحات کا سیلاب طرابلس، افریقہ اور قبرص تک جا پہنچا۔ تمام ممالک میں خوشحالی کا دَور دَورہ تھا۔ کوئی محتاج ڈھونڈے سے بھی نہ ملتا تھا۔ اس فارغ البالی اور تمول کی بدولت چند ایسے فتنوں نے سر اٹھایا جن کی سرورِ کائنات صؐ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ حضور صؐ نے فرمایا تھا: "لَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الْفَقْرَ بَلْ اَخَافُ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا" — (مجھے تمھارے فقر و فاقہ سے کوئی خوف نہیں ہے البتہ تمھاری دُنیاوی خوشحالی (کے خطرات) سے خوف ہے) — دولتِ دُنیا کی کثرت نے مسلمانوں کے ایک طبقہ کو خود غرضی میں مُبتلا کر دیا اور وہ جماعتی فائدہ پر شخصی فائدہ کو ترجیح دینے لگے۔ حضرت عثمانؓ نہایت نرم دل اور بھولے تھے اور اس حدیث کا مصداق تھے:

"اَھْلُ الْجَنَّۃِ بُلْہٌ"۔ "جنتی بھولے ہوتے ہیں"۔ اُن کی نرمی اور سادہ دِلی سے فائدہ اُٹھا کر چھوٹے چھوٹے فتنے مہیب شعلے بن گئے جنھوں نے ملّتِ اسلامیہ کے امن وامان کو پھونک ڈالا۔ حضرت عثمان رضؓ کے خلاف فتنہ وفساد کے سب سے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بڑے اسباب یہ تھے :

(۱) حضرت عثمان رضؓ نے اپنے قریبی رشتہ دار مروان بن الحکم کو اپنا معتمد (سیکرٹری) بنایا۔ یہ شخص بظاہر بہت پارسا اور عالم تھا لیکن اس کا باطن اچھا نہ تھا۔ اُس نے حکومت و ذمہ داری کے بڑے بڑے عہدے اپنے خاندان یعنی بنو اُمیہ کے لئے مخصوص کر دیئے۔ حضرت عثمان رضؓ نے اپنی سادہ مزاجی اور نرم دِلی کی وجہ سے اس سے کچھ تعرض نہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ لوگوں میں اُن کی اقربا نوازی اور کُنبہ پروری کے چرچے ہونے لگے۔

(۲) حضرت عثمان رضؓ نے بعض فقہی مسائل میں ایسے فیصلے صادر کئے جو عامۃُ المُسلمین کی ناراضی کا باعث بنے۔

(۳) حضرت ابُوذر غِفاری رضؓ نہایت جلیل القدر صحابی تھے۔ وہ سرورِ کائناتؐ کے سچے عاشق تھے۔ نہایت بے باک، حق گو اور فقیر منش۔ اُن کا نعرۂ مستانہ یہ تھا کہ روپیہ کا جمع کرنا اور سب کا سب راہِ خدا میں خرچ نہ کر دینا کسی طرح جائز نہیں۔ وہ اپنے موقف کی تائید میں قرآنِ کریم کی یہ آیت پیش کرتے تھے: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔

امیر معاویہ رضؓ اور اکثر دُوسرے صحابہ رضؓ کو حضرت ابُوذر غفاری رضؓ کی اس رائے سے اختلاف تھا۔ اُن کا موقف یہ تھا کہ جس روپیہ سے زکوٰۃ ادا کر دی جائے اُس کا جمع ہونا حرام نہیں ہے۔ اگر روپیہ کا بلا شرط جمع کرنا گناہ ہوتا تو قرآنِ پاک میں وراثت ترکہ وغیرہ کی تقسیم کا ذکر نہ ہوتا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوذر غفاری رضؓ شام میں مقیم تھے۔ وہ امیر معاویہ رضؓ کو بڑے بڑے مجمعوں اور جمگھٹوں میں اس مسئلہ کے بارے میں ٹوک دیتے تھے۔ امیر معاویہؓ شام میں بڑی قوت اور اقتدار کے مالک تھے۔ حضرت ابوذر رضؓ کے بار بار ٹوکنے سے تنگ آ گئے اور دربارِ خلافت میں اُن کی شکایت لکھ بھیجی۔ حضرت عثمان رضؓ نے انھیں مدینہ بُلا بھیجا۔ حضرت ابوذر غفاری رضؓ نے مدینہ پہنچ کر بھی اپنے عقیدہ کی تبلیغ شد و مد سے جاری رکھی۔ اُن کی انتہا پسندی کی وجہ سے بعض لوگوں کی دِل آزاری کی صورت پیدا ہو گئی۔ آخر حضرت عثمان رضؓ نے انھیں مدینہ سے تیس میل باہر ایک بستی ربذہ میں سکونت اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ حضرت ابوذر رضؓ وہاں تشریف لے گئے اور تادمِ مرگ وہیں مقیم رہے۔ اس واقعہ سے بھی کئی لوگ (جو حضرت ابوذر غفاری رضؓ کے حامی تھے) حضرت عثمان رضؓ سے بگڑ گئے۔

(۴) کوفہ میں ایک انقلاب پسند جماعت یہ دعوے لے کر اُٹھ کھڑی ہوئی کہ امارت و وراثت کے حق دار قریش نہیں ہیں۔ تمام مُسلمان اِس کے مستحق ہیں۔ اس جماعت میں مالک بن اشتر نخعی، جندب، عمیر بن ضابی اور صعصعہ بڑے صاحبِ اثر لوگ تھے۔ بصرہ میں بھی اس طرح کی ایک جماعت پیدا ہو گئی۔ مدینہ بھی مفسدین سے خالی نہ تھا۔ اُسی زمانہ میں مصر میں عبداللہ بن سبا کا ظہور ہوا جس نے اپنی حیرت انگیز تنظیمی قوت سے کام لے کر تمام مفسدین کو ایک مرکز پر جمع کر دیا۔

(۵) عبداللہ بن سبا (جو ابن السودا کے نام سے مشہور ہے) صنعا کا رہنے والا ایک ذہین یہودی تھا۔ وہ توریت و انجیل کا زبردست عالم تھا اور عربی زبان پر بھی اُسے کامل عبور تھا۔ مُسلمان اپنی قوتِ ایمانی کی بدولت چند سال کے اندر دُنیا

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی سب سے بڑی فاتح قوم بن گئے تھے۔ عیسائیوں، یہودیوں اور دوسرے مشرکوں کی تمام کوششیں اسلام کی وسعتوں کو روکنے میں ناکام رہی تھیں۔ عبداللہ بن سبا نے ساری صورتِ حال کا بنظرِ غائر جائزہ لیا اور اس نے مسلمانوں کی قوت کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے ایک جامع منصوبہ تیار کر لیا۔ سب سے پہلے اس نے بظاہر اسلام قبول کر لیا لیکن بباطن مسلمانوں کی اندرونی کمزوریوں کو جانچتا رہا۔ جب اسے مسلمانوں کے حالات سے آگاہی ہوئی تو اس نے بنو ہاشم کے بعض لوگوں کو یہ کہہ کر ابھارا کہ خلافت تمھارا حق تھی لیکن اسے بنو امیہ نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ تم کب تک اپنی حق تلفی پر خاموش بیٹھے رہو گے۔ یہ شوشہ چھوڑ کر وہ مدینہ سے بصرہ پہنچا۔ وہاں وہ ایک صاحبِ اثر شخص حکیم بن جبلہ کے ہاں ٹھہرا۔ حکیم ڈاکے مارنے کی پاداش میں حضرت عثمان رضؓ کے حکم سے بصرہ کی حدود میں نظر بند تھا۔ اپنی نظر بندی کی وجہ سے وہ حضرت عثمان رضؓ کے خلاف ہو گیا تھا۔ ابنِ سبا نے اس کے ذریعے بصرہ کے دوسرے لوگوں سے تعلقات پیدا کئے اور ان میں عجیب و غریب عقائد پھیلانے شروع کر دیئے۔ کبھی کہتا کہ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ کبھی کہتا کہ ہر پیغمبر کا ایک خلیفہ اور وصی ہوتا ہے۔ اسی طرح سرورِ کائنات صؐ کے وصی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ہیں۔ لوگوں نے انھیں خلیفہ نہ مان کر بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ اب ہر شخص کا فرض ہے کہ موجودہ خلیفہ کو قتل یا معزول کر کے حضرت علی رضؓ کو خلیفہ بنائے۔

(۳)

عبداللہ بن سبا ایک چرب زبان مقرر تھا۔ بصرہ کے بہت سے لوگوں نے اس

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے گمراہ کن عقائد قبول کر لئے۔ گورنر بصرہ کو حالات کا علم ہوا تو اُس نے ابنِ سبا کے متعلق تحقیقات شروع کر دی۔ ابن سبا موقع پاکر بصرہ سے کھسک گیا اور کوفہ جا پہنچا۔ وہاں پہلے ہی حضرت عثمان رضؓ کی مخالف ایک جماعت موجود تھی۔ اُس نے ابنِ سبا کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ابنِ سبا نے انھیں اپنے عقائد پر خوب پختہ کیا اور پھر دمشق پہنچا۔ وہاں امیر معاویہ رضؓ کے بے پناہ اثر و رسوخ کے باعث اُس کی دال نہ گلی۔ یہاں سے وہ مصر پہنچا۔ مصر کے لوگ وہاں کے گورنر عبداللہ بن سعد کے مخالف ہو رہے تھے۔ ابنِ سبا نے نہایت منظم طریقہ سے ان میں اپنی دعوت پھیلانی شروع کی۔ چند دنوں کے اندر اندر ہزاروں مصری اُس کے ہمنوا بن گئے۔ اِس طرح مصر سازش کا سب سے بڑا مرکز بن گیا۔ ابنِ سبا بصرہ اور کوفہ کے مفسدین سے بھی برابر نامہ و پیام کر رہا تھا۔ غرض اندر ہی اندر انقلاب بپا کرنے کی تیاریاں مکمل ہو گئیں۔

(۴)

شدہ شدہ ان حالات کی بھنک حضرت عثمان رضؓ کے کانوں میں پڑی۔ وہ نہایت پاک باطن اور کریم النفس تھے۔ مسلمانوں میں فتنہ و فساد کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اصلاحِ احوال کے لئے اُن سے جو کچھ بھی بن پڑا، کیا۔ حج کے موقع پر تمام صوبوں کے عاملوں اور گورنروں کو مکہ بُلایا اور ان سے مشورے لئے۔ حج کے بعد مدینہ پہنچ کر اُنھوں نے اکابر صحابہ اور دوسرے صائب الرائے اصحاب کی ایک مجلس منعقد کی۔ بعض لوگوں نے اس مجلس میں اُن پر کئی اعتراضات کئے۔ حضرت عثمان رضؓ نے اُن کے معقول جوابات دیئے۔ مجلس برخاست ہوئی تو حضرت عثمان رضؓ کو یقین ہو گیا کہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جلد یا بدیر کوئی نہ کوئی فتنہ ضرور برپا ہو کر رہے گا۔ تاہم انھوں نے عہد کر لیا کہ مَیں مسلمانوں پر بے جا سختی نہ کروں گا اور در فتنہ کو کھولنے کا باعث نہ بنوں گا۔ اگلے حج کے موقع پر مصر، کوفہ اور بصرہ کے ہزارہا مفسدین باہمی قرارداد کے بعد اپنے اپنے شہروں سے حاجیوں کی وضع میں عازمِ مدینہ ہوئے تاکہ بزور اپنے مطالبات منوائیں۔ مفسدین نے مدینہ کے قریب پہنچ کر شہر سے دو تین میل باہر پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عثمان رضؓ نے حضرت علی رضؓ، حضرت زبیر رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ کو بُلا کر کہا کہ آپ ان مفسدین کو واپس کر دیجئے تاکہ مسلمانوں میں ناحق خون خرابہ نہ ہو۔ مَیں ان کے جائز مطالبات تسلیم کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔

اُن بزرگوں کے سمجھانے بجھانے سے وہ لوگ اُس وقت تو واپس چلے گئے لیکن چند دن بعد جب حج عین سر پر آگیا، وہ لوگ، جن میں زیادہ تر مصری مفسدین تھے، پہلے سے زیادہ جمعیت کے ساتھ ہتھیار بند ہو کر پھر مدینہ آدھمکے۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ، حضرت زبیر رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ کی زبردست کوششوں سے یہ لوگ فتنہ و فساد برپا کرنے سے باز آگئے اور مدینہ سے رخصت ہو گئے۔

حضرت عثمان رضؓ کا معتمد مروان اِس صورتِ حال پر بہت پیچ و تاب کھا رہا تھا اور ان باغیوں کو قرار واقعی سزا دینا چاہتا تھا۔ اُس نے باغیوں کے پلٹتے ہی امیر المؤمنین کی طرف سے گورنر مصر کے نام ایک خط لکھا جس میں اُسے حکم دیا کہ باغی گروہ جب مصر پہنچے تو اسے گرفتار کر کے سب مفسدین کے سر قلم کرا دو۔ اور انھیں ایسی عبرتناک سزائیں دو کہ پھر کسی کو فتنہ پردازی کی جرأت نہ ہو سکے۔ اس خط کے نیچے اُس نے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مُہرِ خلافت لگائی اور حضرت عثمانؓ سے درپردہ ایک تیز رفتار سانڈنی سوار کے ہاتھ اُسے گورنر مصر کی طرف روانہ کر دیا۔ اتفاق سے یہ قاصد باغیوں کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ اُس کی تلاشی لینے پر یہ خط برآمد ہُوا تو اُن لوگوں میں سخت اشتعال پیدا ہُوا۔ وہ اُلٹے پاؤں واپس ہوئے اور مدینہ کی گلیوں میں شورِ قیامت برپا کر دیا۔

(۵)

حضرت عثمانؓ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو انھوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ مجھے اس مکتوب کا کچھ علم نہیں ہے۔ لوگ سمجھ گئے کہ یہ حرکت مروان کی ہے تاہم مفسدین نے مطالبہ کیا کہ آپ خلافت سے دستکش ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ باغی گروہ جمہور کا نمائندہ نہیں تھا۔ اگر چند ہزار لوگ خلافت سے باغی ہو گئے تھے تو لاکھوں لوگ امیر المؤمنین رضؓ کی اطاعت کا دم بھی بھرتے تھے۔ امیر المؤمنینؓ ان مفسدین کا مطالبہ کیونکر مان سکتے تھے جو جمہور کا ایک فیصد بھی نہیں تھے۔ انھوں نے اس دھاندلی اور دھونس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تم جو چاہو کرو، مَیں صبر سے کام لُوں گا۔

مفسدین نے کاشانۂ خلافت کا محاصرہ کر لیا اور مدینہ پر عملاً اپنی حکومت قائم کر لی۔ حضرت عثمان رضؓ کا گھر بہت وسیع تھا۔ اُس میں اُن کے تقریباً سات سَو حامی موجود تھے۔ ان سب نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کو اپنا سردار بنا لیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ سے درخواست کی کہ وہ اجازت دیں تو وہ اپنی جمعیت لے کر باغیوں سے لڑیں۔ کریم النفس امیر المؤمنین رضؓ نے فرمایا کہ مَیں تمھیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہُوں کہ تم میں سے ایک بھی میرے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لئے خون نہ بہائے۔ عبداللہ بن زبیرؓ یہ سُن کر خاموش ہو گئے اور تلوار سونت کر دروازے کے باہر جا کھڑے ہوئے کہ کوئی باغی اندر نہ گھُسنے پائے۔ یہ ناپاک محاصرہ چالیس دن تک جاری رہا۔ اس دوران میں کسی کو خوراک یا پانی اندر لے جانے کی اجازت نہ تھی۔ اگر کوئی شخص محصورین کو رسد اور پانی پہنچانے کی کوشش کرتا تو باغی سختی سے اُس کی مزاحمت کرتے۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ نے بھی اپنے صاحبزادوں کو کاشانۂ خلافت کی حفاظت کے لئے مامور کر دیا تھا۔ حضرت حسنؓ، حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے آخری دن تک کسی باغی کو گھر کے اندر نہ گھُسنے دیا۔ چالیسویں دِن چار باغی صدر دروازہ چھوڑ کر پچھلی طرف سے دیوار پھاند کر اندر گھُس گئے۔ محمدؐ بن ابی بکرؓ سب سے آگے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے شرم دلانے پر وہ تو پلٹ گئے باقی تینوں نے آگے بڑھ کر امیرالمؤمنینؓ پر نیزوں، تلواروں اور لوہے کی سلاخوں کے پے در پے وار شروع کر دیئے۔ حضرت عثمانؓ اس وقت قرآنِ حکیم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جس وقت اِس آیت پر پہنچے:

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ تو قاتلوں کے وار کام کر گئے اور جنابِ ذوالنورینؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اُن کی زوجہ نائلہؓ کی اُنگلیاں مدافعت کرتے ہوئے شہید ہو گئیں۔

شہادت کے تیسرے دن رات کی تاریکی میں سترہ آدمیوں نے جان پر کھیل کر امیرالمؤمنینؓ کی نمازِ جنازہ پڑھی اور جنت البقیع کے پیچھے حش کوکب میں انھیں سپردِ خاک کیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کی خبر سُن کر عالمِ اسلام میں ماتم بپا ہوگیا اور بڑے بڑے نامور صحابہ رضؓ نے نہایت مؤثر الفاظ میں اپنے رنج والم کا اظہار کیا۔

یہ حادثہ ۱۸ ذالحجہ ۳۵ھ (جمعۃ المبارک) کو وقوع پذیر ہوا"

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں باب

جنگِ جمل

(۱)

حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کی شہادت کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ مسندنشینِ خلافت ہوئے۔ خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہی حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کو نہایت پیچیدہ مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ خلیفۂ عرب و عجم حضرت عثمان رضؓ کی شہادت معمولی واقعہ نہ تھی۔ مدینہ میں چند ہزار مفسدہ پردازوں نے اپنی من مانی کر لی۔ لیکن جونہی اس دردناک حادثہ کی خبر باہر پھیلی، تمام عالمِ اسلام میں ہیجان بپا ہوگیا۔ شام کے طاقت ور گورنر امیر معاویہ رضؓ نے کھلم کھلا حضرت علی رضؓ کی خلافت سے قطع تعلق کا اعلان کر دیا۔ اور لوگوں کو قصاصِ عثمان رضؓ کی دعوت دینا شروع کی۔ انھوں نے یہ دستور مقرر کیا تھا کہ ہر جمعہ کو جامع مسجد میں مسلمانوں کو حضرت عثمانؓ کا خون آلودہ کرتہ اور حضرت نائلہ رضؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں دکھاتے اور مسلمانانِ شام کو خلیفۂ شہید کے انتقام پر ابھارتے۔ اس واقعہ کی ساری ذمہ داری

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ حضرت علی رضؓ کے سر پر ڈالتے ۔ مسلمان اُن کی جوشیلی تقریریں سُن سُن کر زار زار روتے اور خلیفۂ مظلوم رضؓ کے خون کا بدلہ لینے کا حلف اٹھاتے ۔

شام میں تو یہ حالات پیدا ہوئے ۔ دُوسری طرف عام مُسلمان تین گروہوں میں بَٹ گئے ۔ ایک گروہ نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کی بیعت کر لی ۔ اُن لوگوں میں جہاں ہزارہا مخلص مُسلمان شامل تھے وہاں وہ لوگ بھی تھے، جنھوں نے حضرت عثمان رضؓ کے خلاف بغاوت میں سرگرم حصّہ لیا تھا ۔ دوسرا گروہ سیاسیات سے کنارہ کش ہوکر خانہ نشین ہوگیا ۔ تیسرے گروہ نے حضرت عثمان رضؓ کا انتقام لینے کے لئے باقاعدہ تیاری شروع کر دی ۔ اس گروہ کی قیادت اُمُ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ، حضرت طلحہ رضؓ، حضرت زبیر رضؓ بن العوام اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کے ہاتھ میں تھی ۔ یہ لوگ نیک نیتی سے یہ سمجھتے تھے کہ حضرت عثمان رضؓ کی شہادت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ہاتھ ہے یا قاتلین عثمانؓ کو انھوں نے پناہ دی ہے، اس لئے قتلِ عثمانؓ کا محاسبہ حضرت علی رضؓ سے ضرور ہونا چاہیئے ۔ اس گروہ اور حضرت علی رضؓ کے درمیان ایک افسوس ناک جنگ ہوئی جو تاریخ میں جنگِ جمل کے نام سے مشہور ہے ۔ محض غلط فہمی کی وجہ سے ہزارہا مُسلمان اپنی قیمتی جانیں ایک دُوسرے سے لڑ کر گنوا بیٹھے ۔ واقعہ یُوں ہُوا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت حضرت عائشہ صِدّیقہ رضؓ حج کے لئے مکہ گئی ہُوئی تھیں حج سے فارغ ہو کر مدینہ واپس ہو رہی تھیں کہ راستے میں حضرت عثمان رضؓ کی مظلومانہ شہادت کی خبر ملی ۔ اُمّ المؤمنین رضؓ کو سخت صدمہ پہنچا ۔ بے تاب ہو کر زار زار روئیں اور وہاں سے ہی مکہ واپس ہوگئیں ۔ چند دنوں کے بعد حضرت طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ بھی مدینہ سے مکہ پہنچے اور

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمّ المؤمنین رضؓ کو تمام واقعات کی تفصیل بتائی۔ جب حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوا کہ تمام مفسدہ پرداز حضرت علی رضؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے ہیں تو انھیں اور بھی رنج ہوا اور وہ حضرت علی رضؓ سے بدگمان ہو گئیں۔ اُمّ المؤمنین رضؓ نے اب لوگوں کو باقاعدہ قصاصِ عثمان رضؓ کی دعوت دینا شروع کی۔ ہزارہا لوگ اُمّت کی ماں کی آواز پر بیتابانہ لپکے اور انھوں نے حضرت عثمان رضؓ کا بدلہ لینے کے لئے مرنے مارنے کا تہیّہ کر لیا۔ عبداللہ بن عامر حضرمی والیٔ مکّہ، یعلیٰ بن مینہ، مروان بن حکم، اور سعید بن عاص وغیرہ نے اس تحریک کو خوب پھیلایا اور چند دنوں کے اندر اندر سارا مکّہ بلکہ اطراف وجوانب کے لوگ بھی حضرت عائشہ رضؓ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ نے اس معاملہ میں نمایاں حصّہ لیا۔ وہ نہایت برگزیدہ صحابی تھے۔ لوگ جہاں اُمّ المؤمنین رضؓ کی دعوت سے متأثّر تھے۔ وہاں ان دونوں جلیل القدر ہستیوں کی وجہ سے بھی قصاصِ عثمان رضؓ کے لئے آمادۂ پیکار ہو گئے تھے۔

(۲)

حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ نے اُمّ المؤمنین رضؓ کو آمادہ کیا کہ اس مقصد کے لئے بصرہ موزوں ترین مقام ہے وہاں کے اکثر لوگ ہمارے حامی ہیں۔ آپ بصرہ تشریف لے چلیں تو بصرہ کے لوگ اور ہم مل کر حضرت علیؓ کا مقابلہ کریں گے۔ اُمّ المؤمنین رضؓ نے اُن کی تجویز مان لی۔ اور اُن کا لشکر بصرہ کی طرف بڑھا۔ اِس لشکر میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ بھی شامل تھے۔ جنگِ جمل میں اُنھوں نے نہایت سرگرم حصّہ لیا۔ اس کا سبب کچھ تو ان کے جلیل القدر والد کا جنگ میں شرکت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنا تھا اور کچھ اُن کی اُمّ المؤمنین رضؓ سے عقیدت و محبّت، جو اُن کی خالہ ماں، استاد اور مربّی سبھی کچھ تھیں۔ علاوہ بریں وہ نیک نیتی سے یہ سمجھتے تھے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ دانستہ قاتلینِ عثمانؓ کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ جب یہ لشکر بصرہ پہنچا تو حضرت عثمانؓ بن حُنَیف نے جو حضرت علی مرتضےٰ رضؓ کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے، اس کا مقابلہ کیا۔ ان کی افواج نے نااتفاقی کی وجہ سے شکست کھائی اور ایک صلح نامہ مرتّب کیا گیا جس کی رو سے یہ طے پایا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ نے بوجہ خوف یا جبر حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کی بیعت کی تھی اور اب وہ فسخِ بیعت میں حق بجانب ہیں تو عثمانؓ بن حنیف کو بصرہ خالی کرنا ہوگا۔ اس دوران میں نصف بصرہ پر حجازی لشکر کا قبضہ رہے گا اور نصف پر عثمانؓ بن حُنَیف کا۔ معاہدہ کے مطابق کعب بن سور ازدی مدینہ گئے اور جمعہ کے دن مجمع عام سے سوال کیا کہ کیا طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ نے جبراً بیعت کی؟ چار نامور صحابہ نے جن میں حضرت ابُوایوب انصاری رضؓ اور اسامہ بن زید رضؓ بھی شامل تھے، شہادت دی کہ ہاں انھوں نے جبراً بیعت کی تھی۔ کعب واپس بصرہ پہنچے۔ تمام کیفیت بیان کی۔ وہاں مسجد کے اندر ہی فساد ہو گیا۔ لوگ پہرہ داروں کو قتل کر کے قصرِ امارت کے اندر جا گھُسے اور عثمانؓ بن حُنَیف کو گرفتار کر لیا۔ بعض جوشیلے لوگ انھیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن اُمّ المؤمنین رضؓ کو پتہ چلا تو اُنھوں نے لوگوں کو منع کیا کہ ان کی جان کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ پھر بھی لوگوں نے اُن کی داڑھی، سر، ابرُو اور پلکوں کے بال نوچ لئے۔"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳)

نواحِ بصرہ کے رؤسا میں ایک شخص حکیم بن جبلہ تھا۔ وہ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کا ہوا خواہ تھا۔ اُسے حضرت عثمانؓ بن حُنَیف کے ابتلا کا حال معلوم ہُوا تو صُبح کے وقت بکر بن وائل اور عبدالقیس کے قبائل کو ساتھ لے کر عبداللہ بن زبیر رضؓ کے پاس پہنچا۔ وہ اس وقت حجازی لشکر کے ایک مضبوط دستے کے قائد تھے۔ حکیم نے اُن کے سامنے چند شرائط رکھیں جن میں عثمانؓ بن حنیف کی رہائی بھی تھی۔ عبداللہ بن زبیر رضؓ نے اُس کی شرائط ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر حکیم بن جبلہ اور اس کے جنگجو ساتھی عبداللہ بن زبیر رضؓ کے ساتھ برسرِ پیکار ہو گئے۔ ابنِ زبیر رضؓ نے نہایت اِستقامت سے ان کا مقابلہ کیا۔ گھمسان کی جنگ ہُوئی جس میں حکیم بن جبلہ اور اس کے کثیر رفقاء مقتول ہوئے۔ حضرت طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو انھوں نے اُمُ المؤمنین رضؓ کے پاس آدمی بھیج کر حضرت عثمان بن حنیف رضؓ کو قید سے رہا کرا دیا۔ وہ اسی حالت میں حضرت علی مرتضےٰ رضؓ کے پاس پہنچے۔

(۴)

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کو مکّہ اور بصرہ کے حالات کا علم ہُوا تو اُنھیں بہت رنج ہُوا۔ اس سے پہلے اُنھوں نے جنگ کو روکنے کی مقدور بھر کوشش کی تھی۔ لیکن بصرہ کے واقعات کے بعد وہ جنگ کی تیاری کرنے پر مجبور ہو گئے۔

پہلے انھوں نے مالک اشتر نخعی کو کُوفہ بھیج کر وہاں کے لوگوں کو مطیع کیا اور پھر بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ بصرہ کی طرف بڑھے۔ بصرہ کے قریب

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دونوں لشکر ایک دُوسرے کے مقابل ہوئے ۔ تمام مؤرخین متفق ہیں کہ یہ جنگ تاریخِ اسلام کی انتہائی افسوسناک جنگوں میں سرِفہرست ہے ۔ ایک طرف اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضؓ ، حوارئ رسولؐ زبیرؓ بن العوّام ، جان نثارِ رسُولؐ طلحہ رضؓ ، عبداللہ بن زبیر رضؓ ——— اور دوسرے ہزارہا صحابہؓ تھے ۔ دُوسری طرف شیرِخدا علی کرّم اللہ وجہہٗ ، عبداللہ بن عباس عمارؓ بن یاسرؓ اور ہزارہا دُوسری جلیل القدر ہستیاں تھیں ۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ اور اُمّ المؤمنین رضؓ کی دِلی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ جنگ ٹل جائے ۔ ان کے حامیوں میں سے بھی کئی نیک نیّت لوگ کوشش کر رہے تھے کہ کسی طرح کُشت وخُون تک نوبت نہ پہنچے لیکن دونوں فریقوں میں بعض ایسے شرپسند عناصر بھی تھے جن کی دِلی خواہش تھی کہ مصالحت کِسی صُورت میں نہ ہونے پائے اور مُسلمان ایک دُوسرے کا خُون ضرور بہائیں ۔ یہ عناصر عبداللہ بن سبا کے گروہ اور بنو اُمیّہ کے جوشیلے افراد پر مشتمل تھے ۔ سبائی گروہ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے لشکر میں شامل تھا اور اُموی جنگجو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے ۔

نیک نیت لوگوں کی کوششوں سے مصالحت کے امکانات بہت رُوشن ہو گئے تھے لیکن ایک رات سبائی شرپروں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی فوج پر شبخون مارا ۔ اس سے ایک فریق نے سمجھا کہ دُوسرے فریق نے دھوکا دیا ہے ۔ اب کوئی صُورت جنگ کو روکنے کی نہ ہو سکتی تھی ۔ دونوں فریق جوش وخروش کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو کر ایک دُوسرے کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سامنے آ گئے۔

(۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ ہووج میں بیٹھی ایک اُونٹ پر سوار تھیں۔ اور ان کی فوج اُس اُونٹ کے گرد صفیں باندھے کھڑی تھی۔ اُونٹ کو عربی میں جمل کہتے ہیں۔ اُس اُونٹ کے گرد بیسیوں لوگوں نے اپنی جانیں اُمّ المؤمنینؓ پر نثار کر دیں۔ اس لئے تاریخ میں اسے بے حد اہمیت حاصل ہُوئی اور اس جنگ کا نام ہی "جنگِ جمل" پڑ گیا۔ اُمّ المؤمنینؓ کی پیادہ فوج کے سردار حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تھے اور سوار فوج کی قیادت حضرت محمّد بن طلحہ رضؓ کر رہے تھے۔ اس موقع پر حضرت زبیر رضؓ نے حضرت عبداللہؓ کو اپنے پاس بُلایا اور فرمایا: "بیٹا! آج ہر شخص، یا ظالم مارا جائے گا اور یا مظلوم ـــ اور مَیں اپنے متعلق خیال کرتا ہُوں کہ مظلوم مارا جاؤں گا۔ مجھ کو سب سے زیادہ فکر قرض کی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ قرض ادا کر دینے کے بعد کچھ جائداد باقی رہے گی؟" پھر فرمایا: "میری جائداد بیچ کر قرض ادا کر دینا۔ اگر کچھ بچ رہے تو اس کا ثلث تمھاری اولاد کا ہے۔ اگر قرض ادا نہ ہو سکے تو میرے مولا سے مدد مانگنا۔"

عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ "خدا کی قسم! مَیں ابّا جان کی آخری بات نہ سمجھ سکا اور اُن سے پوچھا: "ابّا جان! آپ کا مولا کون ہے؟" فرمایا: "اللہ!" ـــ خدا کی قسم جب مجھے قرض کے متعلق پریشانی ہوتی تھی تو کہتا تھا کہ اے زبیرؓ کے مولا زبیرؓ کا قرض ادا کر دے، اور وہ ادا ہو جاتا تھا۔"

باپ بیٹے میں یہ سوال و جواب ہو چکے اور فوجیں ایک دُوسرے سے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گتھ گئیں تو اُس وقت حضرت علی کرّمَ اللہ وجہہٗ گھوڑا بڑھا کر آگے آئے اور حضرت زبیر رضؓ کو رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشین گوئی یاد دلائی کہ ایک دِن تم علی رضؓ سے ناحق لڑو گے۔

حضرت زبیر رضؓ کو یہ پیشین گوئی یاد آگئی اور وہ میدانِ جنگ سے مُنہ موڑ کر عازمِ بصرہ ہو گئے۔ حضرت عبداللہ رضؓ نے انھیں یُوں جاتے دیکھا تو انھیں جانے سے روکا۔ حضرت زبیر رضؓ نے فرمایا: "جانِ پدر۔ علی رضؓ نے ایک ایسی بات یاد دلائی ہے کہ اب میں اس سے نہیں لڑ سکتا"۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے کہا۔ "ابّا جان! اس سے پہلے آپ جنگ سے کنارہ کشی کر لیتے تو اور بات تھی۔ اب آپ خود اُمّ المؤمنین رضؓ کو آمادہ کر کے لائے ہیں۔ یہ وقت اُن کا ساتھ چھوڑنے کا نہیں ہے"۔ اِسی طرح انھوں نے اور بھی بہت سی دلیلیں دے کر حضرت زبیر رضؓ کو قائل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی بات پر اڑے رہے اور فرمایا کہ "مَیں اس جنگ میں شامل نہ ہونے کی قسم کھا چکا ہُوں"۔ یہ کہہ کر گھوڑے کی باگ اٹھائی اور بصرہ کی طرف چل دیئے۔ انھیں دیکھ کر حضرت طلحہ رضؓ نے بھی میدانِ جنگ سے کنارہ کشی کرنے کا ارادہ کیا۔ مروان بن الحکم نے ان کے تیور دیکھے تو غصّہ میں آکر اُن کی طرف زہریلا تیر پھینکا جو اُن کے گھٹنے میں پیوست ہو گیا۔ اس تیر کے زہر سے اُنھوں نے شہادت پائی۔ حضرت زبیر رضؓ راستے میں ایک سبائی عمرو بن جرموز کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ ابنِ جرموز حضرت زبیر رضؓ کا سر اور تلوار لے کر حضرت علی رضؓ کے پاس آیا تو وہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا "یہ وہی تلوار ہے۔ جس نے کئی دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے مشکلات کے بادل ہٹائے ہیں"۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمّ المؤمنینؓ کو حضرت زبیرؓ کی میدانِ جنگ سے کنارہ کشی اور شہادت کا صدمہ تو بہت ہُوا لیکن وہ بڑے دِل گردے کی مالک تھیں۔ میدانِ جنگ میں برابر ڈٹی رہیں۔ اب گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی تھی۔ اِس زور سے تلوار چلی اور خونِ مُسلم کی وہ ارزانی ہوئی کہ اللہ کی پناہ۔ ابنِ زبیرؓ نہایت جوش سے اپنی فوج کو لڑا رہے تھے اور خود بھی اس شان سے لڑ رہے تھے کہ زخم پر زخم کھاتے لیکن پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے۔"

(۶)

لڑائی کی عین شِدّت اور عروج کے وقت حضرت علی رضؓ کے لشکر نے سارا زور اس طرف ڈالا، جہاں حضرت عائشہ رضؓ کا اُونٹ کھڑا تھا۔ اُمّ المؤمنین رضؓ نے محمل سے پکارا۔ "اے فرزندو! کون تم میں حرمِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اُونٹ کی مہار سنبھالے گا؟" اُم المؤمنینؓ کی پکار سُنتے ہی بنوضبہ۔ بکر بن وائل اور ازد کے قبائل بے تابانہ اُونٹ کی طرف بڑھے اور اس کی حفاظت میں اپنی لاشوں پر لاشیں گرانے لگے۔ اُونٹ کو حلقہ میں لے کر وہ اس جوش اور استقامت کے ساتھ لڑے کہ شجاعت اور ہمّت بھی آفرین پکار اُٹھی۔ اونٹ اپنی جگہ کھڑا تھا لیکن اُم المومنین کا ہودج تیروں کی بارش سے چھلنی ہو رہا تھا۔ پُرجوش، فرزند آگے پیچھے، دائیں بائیں مخالفین کے ریلے کو پیچھے ہٹا رہے تھے۔

مالک اشتر حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے زبردست حامی تھے۔ وہ شجاعانِ عرب میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ نہایت شہ زور، قوی ہیکل اور نڈر شخص تھے اُس

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وقت چند چیدہ بہادروں کو لے کر امُّ المؤمنین رضؓ کے اُونٹ پر یلغار کر رہے تھے۔ جو شخص اُم المؤمنین رضؓ کے اُونٹ کی نکیل پکڑتا وہ مالک اشتر کے آدمیوں کے ہاتھوں جامِ شہادت پیتا لیکن اُن کے عزم اور حوصلہ میں کوئی کمی نہ آتی ایک گرتا تو دُوسرا آگے بڑھ کر اُس کی جگہ لے لیتا۔ بصرہ کا نامور شہسوار عمرو بن بحرہ حضرت عائشہ رضؓ کے حامیوں میں تھا۔ وہ یہ رجز پڑھتا ہُوا نہایت جوش سے لڑ رہا تھا:

يَا أُمَّنَا يَا خَيْرَ أُمٍّ نَعْلَمُ ۔۔۔ وَالأُمُّ تَغْذُ وَوَلَدَهَا وَتَرْحَمُ

أَلَا تَرَيْنَ كَمْ جَوَادٍ تُكْلَمُ ۔۔۔ وَتُخْتَلَى هَامَتُهُ وَالْمِعْصَمُ

"اے ہماری بہترین ماں ـــ اور ماں بچوں کو کھلاتی ہے اور ان پر رحم کرتی ہے۔ آپ نہیں دیکھتیں کہ کتنے بہادر زخمی کیے گئے اور اُن کی کھوپڑی اور کلائی کاٹی گئی؟"

حضرت علی رضؓ کی فوج کا جو آدمی عمرو کے سامنے آتا مارا جاتا۔ آخر حارث بن زبیر ازدی نے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا۔ دونوں نامی بہادر تھے۔ نہایت بہادری سے ایک دُوسرے پر حملہ آور ہُوئے اور دونوں ہی ایک دُوسرے کے وار سے کٹ کر ڈھیر ہو گئے۔

اُم المؤمنین رضؓ کے اُونٹ کی نکیل پکڑنے والے ستر آدمی یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ اب حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ محمل کی حفاظت کے لئے صفوں کو چیرتے ہُوئے آگے بڑھے۔ نامی بہادر تھے کسی کو مقابلہ کی ہمّت نہ پڑی۔ مالک اشتر آگے بڑھے۔ دونوں اپنے گھوڑوں سے کُود پڑے اور ایک دُوسرے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پر شمشیر بدست حملہ آور ہوئے ۔ مالک اشتر کی تلوار کا ایک وار حضرت عبداللہ رضؓ کے سر پر لگا اور وہ لہولہان ہو گئے لیکن ہمّت کا یہ عالم تھا کہ تلوار پھینک کر اشتر کو لپٹ گئے اور دونوں میں کشتی ہونے لگی ۔ اُس وقت دونوں طرف سے کچھ آدمی بڑھے اور انھوں نے ان دو بہادروں کو ایک دُوسرے سے الگ کیا ۔ ابنِ زبیر رضؓ اس جنگ میں اس جانبازی سے لڑے کہ سارا جسم زخموں سے چھلنی ہو گیا ۔ اختتامِ جنگ پر اُن کے بدن پر نیزوں ، تیروں اور تلواروں کے باختلاف روایت چالیس یا ستّر زخم تھے "

(۷)

بنو ضبہ اُم المؤمنین رضؓ کے اُونٹ کے گرد سدِ سکندری بن کر کھڑے تھے وہ یہ رجز پڑھتے ہوئے وارفتگی کے عالم میں لڑ رہے تھے :

نَحْنُ بَنُوْ ضَبَّۃَ اَصْحَابُ الْجَمَلِ   اَلْمَوْتُ اَحْلٰی عِنْدَنَا مِنَ الْعَسَلِ

نَنْعِیْ ابْنَ عَفَّانَ بِاَطْرَافِ الْاَسَلِ   نَحْنُ بَنُو الْمَوْتِ اِذَا الْمَوْتُ نَزَلْ

"موت ہمارے نزدیک شہد سے بھی میٹھی ہے ۔ ہم ضبہ کے بیٹے اُونٹ کے محافظ ہیں ۔ ہم موت کے بیٹے ہیں جب موت وارد ہو ۔ ہم ابنِ عفان کی موت کی خبر نیزوں کی نوک سے پھیلا رہے ہیں "

بنو ضبہ کے جانباز قبیلے نے موت کو ترجیح دی لیکن میدانِ جنگ سے ہٹنا گوارا نہ کیا ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اب یہ محسوس کیا کہ جب تک اُم المؤمنین رضؓ کا اُونٹ بٹھایا نہ جائے گا ، اُن کے حامی اپنی جانیں قربان کرتے رہیں گے ۔ اُنھوں نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اس اُونٹ کو بٹھانے کی کوئی ترکیب کرو ۔ اُس نے پیچھے سے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاکر اُونٹ کے پاؤں پر تلوار ماری ۔ اُونٹ بلبلا کر بیٹھ گیا۔ اُمّ المؤمنین رض کے حامیوں نے سمجھا کہ اُنھوں نے لڑائی بند کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ سب نے میدانِ جنگ سے کنارہ کشی کر لی ۔ کچھ عازمِ بصرہ ہو گئے اور کچھ عازمِ مدینہ۔ باقی اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ حضرت علی کرّمَ اللہ وجہہٗ نے اپنے پروردہ محمّد بن ابی بکر رض (برادرِ اُمّ المؤمنین رض) کو حکم دیا کہ وہ اپنی خواہرِ محترم کی خبر گیری کریں اور عام منادی کرا دی کہ نہ مالِ غنیمت لُوٹا جائے اور نہ کسی کا تعاقب کیا جائے۔ کچھ دیر بعد شیرِ خُدا خود اُمّ المؤمنین رض کے پاس تشریف لائے اور اُن کی مزاج پُرسی کی۔ کچھ دِنوں کے لئے اُم المؤمنین رض کو بصرہ میں ٹھہرایا گیا اور پھر حضرت علی کرّمَ اللہ وجہہٗ نے نہایت عزّت و احترام کے ساتھ انھیں مدینہ بھیج دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رض نے بصرہ سے چلتے وقت لوگوں سے فرمایا:
"میرے بچّو! یہ لڑائی محض غلط فہمی کا نتیجہ تھی ورنہ پہلے میرا علی رض کے ساتھ کوئی جھگڑا نہ تھا۔"

حضرت علی کرّمَ اللہ وجہہٗ نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کے الفاظ کی تصدیق فرمائی اور مزید فرمایا: "عائشہ صدیقہ رض تمام اُمّت کی ماں ہیں، اُن کی عزّت و تعظیم ہم سب پر فرض ہے۔"

یہ افسوس ناک جنگ ۱۰ جمادی الآخر ۳۶ھ بمطابق ۴ دسمبر ۶۵۶ء کو ہوئی۔ اس جنگ کے بعد حضرت علی کرّمَ اللہ وجہہٗ کے تمام عہدِ خلافت میں حضرت عبداللہ بن زبیر رض گوشہ نشین رہے۔ امیر معاویہ رض اور حضرت علی مرتضیٰ رض کے جھگڑوں میں اُنھوں نے مُطلق کوئی حصّہ نہ لیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۰ رمضان ۴۰ھ کو حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ نے ابنِ ملجم خارجی کے ہاتھوں جامِ شہادت پیا اور اُن کی شہادت کے بعد امام حسن رضؓ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ لیکن حالات نے کچھ ایسی صورت اختیار کی کہ چند ماہ بعد وہ امیر مُعاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نواں باب

بیس۲۰ سال کی غیر سیاسی زندگی

(۱)

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے دستبرداری کے بعد امیر معاویہؓ ۴۱ھ ہجری (۶۶۱ء) میں تمام عالمِ اسلام کے بلاشرکتِ غیرے فرماں روا بن گئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے جنگِ جمل کے بعد گوشہ نشینی اختیار کی اور پورے بیس۲۰ سال تک اُنھوں نے مُلکی سیاست میں کسی قسم کا حصّہ نہ لیا۔ کسی جھگڑے میں پڑنے کی بجائے اُنھوں نے امیرِ مُعاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس بیعت پر اُس وقت تک قائم رہے جب تک امیر معاویہؓ نے یزید کی ولی عہدی کا اعلان نہ کیا۔

بیس برس کے اس طویل عرصہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا زیادہ وقت یادِ الٰہی میں بسر ہُوا۔ عبادت میں اُن کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ رکُوع و سجُود کی حالت میں پرندے اُن کی پیٹھ پر بیٹھتے تھے اور اُنھیں خبر تک نہ ہوتی تھی۔ بڑے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بڑے جلیل القدر صحابہ رضؓ نماز میں ابنِ زبیر رضؓ کے خشوع وخضوع پر رشک کرتے تھے۔ روزے بھی نہایت کثرت سے رکھتے تھے۔ غرض زُہد و اتّقا میں ابنِ زبیر رضؓ ایک ضربُ المثل بن گئے تھے۔ اُن کی یہی پاکیزہ مثالی زندگی تھی جس نے عرب کے ہزارہا لوگوں کو اُن کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ فکرِ معاش کی طرف سے عبداللہ بن زبیر رضؓ بے نیاز تھے کیونکہ اپنے والدِ محترم رضؓ کے ترکہ سے اُن کے حصّے میں بیش بہا جائداد آئی تھی۔ اس کے باوجود وہ سُنت نبوی ؐ کی پیروی میں تجارت بھی کرتے تھے۔

عبداللہ بن زبیر رضؓ امن وسکون کے ساتھ اپنی زندگی کے دن گزار رہے تھے کہ ۵۶ھ میں امیر معاویہ رضؓ نے یزید کی ولیعہدی کے لیے تگ ودو شروع کر دی۔ ابنِ زبیر رضؓ اُس وقت اگرچہ چھپن ۵۶ کے پیٹے میں تھے لیکن وُہ نوجوانوں کی سی مستعدی کے ساتھ "موروثی خلافت" کے خلاف میدانِ عمل میں آ گئے پیشتر اس کے کہ اس معاملہ میں اُن کے جانبازانہ اعلائے کلمۃ الحق کے حالات قلمبند کئے جائیں، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی زندگی کے اس دَور سے تعلّق رکھنے والے دو تین اہم واقعات کا تذکرہ یہاں کر دیا جائے ؛

(۲)

حضرت زبیر بن العوام رضؓ نے جنگِ جمل میں اپنی شہادت سے پہلے عبداللہ بن زبیر رضؓ کو اپنے قرض کی ادائیگی اور ترکہ کی تقسیم کے متعلّق ضروری ہدایات دے دی تھیں۔ والد کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ رضؓ نے ان کے قرض کا حساب لگایا تو بائیس لاکھ نکلا۔ اگرچہ یہ ایک خطیر رقم تھی لیکن

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے مقابلے میں حضرت زبیرؓ نے اپنے پیچھے ایک بیش قیمت جائداد بھی چھوڑی تھی جس میں دو زرخیز قطعہ ہائے اراضی اور پندرہ مکان (گیارہ مدینہ میں، دو بصرہ میں، ایک کوفہ میں اور ایک مصر میں) بھی شامل تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے غابہ کی زمین (عبداللہ بن جعفرؓ، عمرو بن عثمانؓ، منذر بن زبیرؓ اور امیر معاویہؓ کے ہاتھ) فروخت کر کے سارا قرض ادا کر دیا۔ اب دوسرے ورثا نے اُن سے مطالبہ کیا کہ ہمارے درمیان حضرت زبیرؓ کی میراث تقسیم کر دیجئے۔ حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا:

"نہیں۔ خدا کی قسم میں اس معاملہ میں عجلت نہیں کروں گا بلکہ چار سال تک حج کے اجتماع میں پکاروں گا کہ میرے والدؓ کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آ کر لے جائے۔ اس کے بعد میراث تقسیم کروں گا۔"

چنانچہ متواتر چار سال تک وہ حج کے موقع پر یہ اعلان کرتے رہے اور اس کے بعد حسبِ وصیت ترکہ تمام حقداروں میں تقسیم کر دیا۔ تمام مال کی قیمت کا اندازہ پانچ کروڑ دو لاکھ کیا گیا اس کا ایک تہائی حسبِ وصیت حضرت عبداللہؓ کے حصے میں آیا اور باقی دوسرے ورثا میں بطریق شرعی تقسیم ہوا۔ حضرت عبداللہؓ نے تقسیمِ ترکہ کا کام ایسے احسن طریقے سے انجام دیا کہ تمام ورثا مطمئن ہو گئے۔

(۳)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اگرچہ وسیع جائداد اور کثیر دولت کے مالک تھے لیکن خرچ کے معاملہ میں انتہائی کفایت شعار تھے۔ اُن کی یہی کفایت شعاری

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی ناراضی کا موجب بنی۔ خلفائے راشدینؓ کے بعد ابن زبیرؓ امہات المؤمنین رضؓ کی خدمت مقدور بھر کرتے تھے۔ اس معاملے میں وہ امّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضؓ کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے کہ وہ ان کی خالہ بھی تھیں اور استاد بھی۔ حضرت عائشہؓ کا دستِ خیر بہت کشادہ تھا۔ ابنِ زبیرؓ انھیں جو کچھ دیتے وہ بے دریغ کارِ خیر میں خرچ کر ڈالتیں اور ایک پائی تک بھی بچا کر نہ رکھتیں۔ ایک دفعہ عبداللہ بن زبیرؓ کے مُنہ سے نکل گیا کہ اگر خالہ محترمہ نے اپنا ہاتھ نہ روکا تو مَیں آئندہ اُن کی مالی امداد نہ کروں گا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو خبر ہوئی تو اُنھیں بہت رنج ہوا اور اُنھوں نے قسم کھالی کہ مالی امداد لینا تو درکنار، مَیں آئندہ ابنِ زبیرؓ سے کلام تک نہ کروں گی۔ عبداللہ بن زبیرؓ اب بہت پچھتائے اور امّ المؤمنینؓ کو راضی کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اُن کا غصّہ فرو نہ ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے لئے دُنیا تاریک ہو گئی۔ وہ امّ المؤمنین رضؓ کی ناراضی کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آخر انھوں نے عبدالرحمٰنؓ بن اسود اور مسورؓ بن مخرمہ سے التجا کی کہ کسی طرح خالہ سے میری عفوِ تقصیر کرا دو۔ وہ دونوں ابنِ زبیرؓ کو امّ المؤمنینؓ کی خدمت میں لے گئے۔ ابنِ زبیرؓ خالہؓ کے گلے مل کر رونے لگے اور بار بار اپنی خطا کی معافی مانگنے لگے۔ عبدالرحمٰنؓ اور مسورؓ نے بھی اُن کی پُرزور سفارش کی لیکن عائشہ صدیقہ رضؓ پھر بھی ابنِ زبیرؓ سے نہ بولیں۔ آخر اُن دونوں بزرگوں نے امّ المؤمنین کے سامنے سرورِ کونین ﷺ کا یہ فرمان دُہرایا کہ ایک مُسلمان

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی دُوسرے مُسلمان سے ناراضی تین دن سے زیادہ کے لئے جائز نہیں ۔
اُمّ المؤمنین رضؓ حضورؐ کا فرمان سُن کر آبدیدہ ہوگئیں اور فرمانے لگیں کہ "میں تو ابنِ زبیر رضؓ سے نہ بولنے کی قسم کھا چکی ہُوں"۔ ایک دُوسری روایت کے مطابق انھوں نے فرمایا: "اِنی نذرت والنذر شدید"۔ یعنی "مَیں نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ سخت ہے"۔

دونوں بزرگوں نے باصرار عرض کیا: "آپ اس قسم کا کفارہ ادا کر دیں اور اپنے بھانجے کو معاف فرمادیں"۔

اُمّ المؤمنین نے اُن کی بات مان لی اور چالیس غلام آزاد کرکے اپنی قسم کا کفّارہ ادا کیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن زبیر رضؓ سے اُن کے مادرانہ تعلقات بحال ہوگئے۔ جس دن ابنِ زبیر رضؓ کو معافی ملی وہ ان کی زندگی کا انتہائی مسرت انگیز دن تھا۔ لیکن اُمّ المؤمنین رضؓ کو جب اپنی قسم توڑنے کا دن یاد آتا تھا تو وہ انتہائے غم سے گریہ کناں ہو جاتی تھیں[1]۔

بعض تاریخوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عبداللہ بن زبیر رضؓ کے ایّامِ خلافت میں پیش آیا۔ یہ صحیح نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ ابنِ زبیر رضؓ کے دعویٔ خلافت سے پہلے ۵۸ھ ہجری میں وفات پاچکی تھیں۔ اُس وقت امیر معاویہ رضؓ کا دورِ حکومت تھا۔

(۴)

امیر معاویہ رضؓ کے زمانے میں ایک دِن اتفاق سے عبداللہ بن زبیر رضؓ، عبداللہ بن عمر رضؓ، مصعب بن زبیر رضؓ اور عبدالملک مسجدِ حرام میں جمع ہوگئے۔ کسی نے

---

[1] صحیح بخاری ج ۲۔ کتاب الادب باب الھجرۃ۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تجویز پیش کی کہ ہم سب اس مقدس گھر میں رُکنِ یمانی کو پکڑ کر خُدا کے رُوبرُو اپنی اپنی دِلی تمنّائیں پیش کریں۔ سب نے اس تجویز کو پسند کیا۔ سب سے پہلے عبداللہ بن زبیرؓ اُٹھے اور نہایت خشوع وخضوع سے دُعا مانگی کہ "اے مالکِ کون ومکان مجھے اُس وقت تک زندہ رکھ جب تک کہ ارضِ حجاز کی خلافت مجھے عطا نہ فرمادے"۔ پھر مصعب بن زبیرؓ اُٹھے اور اُنھوں نے دُعا مانگی۔ "اے اللہ مجھے اُس وقت تک زندہ رکھ جب تک کہ عراق کی ولایت مجھے نہ مل جائے اور سکینہ بنتِ حسین رضؓ میرے نکاح میں نہ آجائے"۔ پھر عبدالملک اُٹھا اور اُس نے دُعا مانگی کہ "اے دونوں جہان کے مالک مجھے اُس وقت تک دُنیا سے نہ اٹھانا جب تک کہ مشرق ومغرب پر میری حکومت نہ قائم ہو جائے اور مَیں امیر معاویہ رضؓ کا جانشین نہ بن جاؤں"۔ سب سے آخر میں عبداللہ بن عمرؓ اُٹھے اور اُنھوں نے دُعا مانگی: "اے مولائے کریم مجھے آخرت میں رُسوا نہ کرنا اور اُس عالم میں مجھے جنّت عطا فرمانا"[1]

ایک دُوسری روایت میں عبداللہ بن عمر رضؓ کی جگہ حضرت عروہ بن زبیرؓ کا نام آیا ہے اور ان کی دُعا یہ بیان کی گئی ہے کہ "اے اللہ مجھے دُنیا میں زُہد اور آخرت میں کامیابی اور علم عطا فرما"۔

خدا کی قدرت کہ ان چاروں کی دُعائیں بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو گئیں۔ ابنِ زبیر رضؓ حجاز کے خلیفہ ہوئے۔ مصعب بن زبیرؓ کو عراق کی ولایت مل اور سکینہ بنتِ حُسین رضؓ اُن کے نکاح میں آئیں۔ عبدالملک سندھ سے لے کر

---

[1] "تاریخ ابنِ خلکان جلد اوّل۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسپین تک کا فرمان رَوا ہوا اور عبداللہ بن عمرؓ (یا عروہ بن زبیرؓ) خاصانِ خدا میں شمار ہوئے اُن کے علم و فضل اور زہد و قناعت پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ ابنِ زبیرؓ کی خلافتِ حجاز کی آرزو کسی ذاتی غرض کے تابع نہیں تھی۔ کیونکہ اُنھوں نے سریرآرائے خلافت ہو کر پہلے سے بھی زیادہ فقر و زہد کی زندگی بسر کی۔ اصل میں اُن کا مقصد یہ تھا کہ ارضِ حجاز میں خالص اسلامی حکومت قائم ہو جائے تاکہ احکامِ شریعت کو سختی سے نافذ کیا جائے۔ مطلق العنان بادشاہت اُن کا نصب العین نہیں تھی۔

(۵)

بیس سال کی طویل غیر سیاسی زندگی میں ایک موقع ایسا آیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر گوشۂ عزلت سے نکلنے پر مجبور ہو گئے۔ یہ موقع باختلافِ روایت ۴۹-۵۰ھ ہجری یا ۵۱-۵۲ھ ہجری میں اُس وقت پیدا ہوا جب امیر معاویہؓ نے قسطنطنیہ کی تسخیر کے لئے ایک اسلامی لشکر بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چونکہ ایک موقع پر رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا:

"اَوَّلُ جَیْشٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَۃَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ۔"

(یعنی میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر جہاد کرے گا (حملہ آور ہوگا) اُس کو اللہ نے بخش دیا ہے۔)

اِس ارشادِ نبوی م کے پیشِ نظر بہت سے صحابۂ کرام مغفرتِ موعودہ حاصل کرنے کے لئے اِسلامی لشکر میں شریک ہو گئے۔ ان میں حضرت ابو ایّوب انصاریؓ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور کئی دوسرے اکابر صحابہؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی تھے۔ اس لشکر کی قیادت باختلاف روایت سفیانؓ بن عوف یا یزید بن معاویہؓ کے سپرد ہوئی۔ یہ لشکر بحری و بری دونوں راستوں سے روانہ ہو کر قسطنطنیہ کے سامنے جا پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ کئی ماہ تک جاری رہا۔ اس دوران میں رومیوں سے کئی سخت معرکے پیش آئے چونکہ قسطنطنیہ کی فصیل نہایت مضبوط اور قدرتی طور پر محفوظ واقع ہوئی تھی، لہٰذا شہر فتح نہ ہو سکا۔ اس کا بڑا سبب یہ بھی تھا کہ یورپ کی آب و ہوا مسلمانوں کو راس نہ آئی۔ ان کی کثیر تعداد اثنائے محاصرہ میں بیمار ہو گئی اور بہت سے مجاہدین نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ ان میں سب سے اہم شخصیت میزبانِ رسولؐ حضرت ابوایوب انصاری رضؓ کی تھی۔ اُن کی عمر اسّی برس سے اوپر تھی لیکن شوقِ جہاد اُن کو مدینہ منورہ سے اس دُور دراز مقام تک کھینچ لایا تھا۔ وفات کے بعد اُن کو قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے دفن کیا گیا۔ قسطنطنیہ میں آج بھی اُن کی قبر مرجعِ خواص و عوام ہے۔

اس مہم میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ایک عام مجاہد کی حیثیت سے شریک تھے۔ قسطنطنیہ سے واپسی کے بعد انھوں نے حسبِ سابق گوشۂ عزلت اختیار کر لیا اور ۵۶ھ ہجری تک مُلکی سیاست میں کسی قسم کا حصّہ نہ لیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دسواں باب

ابنِ زبیرؓ میدانِ عمل میں

(۱)

حضرت امام حسن رضؓ کی خلافت سے دستبرداری کے بعد تقریباً بیس سال تک تمام عالمِ اسلام پر امیر معاویہ رضؓ کے اقتدار کا پرچم نہایت شان و شوکت سے لہراتا رہا۔ ۵۶ھ ہجری (۶۷۶ء) میں حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے اُن کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ خلیفہ کے انتخاب کو عامۃ المسلمین کی رائے پر چھوڑ دینے سے قتل و غارت، اور خوں ریزی کی بنیاد پڑتی ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنے فرزند یزید کو اپنا ولی عہد نامزد کر دیں۔ لیکن جب انھوں نے اس معاملہ پر اچھی طرح غور کیا تو اپنے ارادے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے راستے میں کئی مشکلات حائل پائیں۔ سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ مسلمانوں میں ابھی تک جمہوری روح باقی تھی اور وہ موروثی خلافت کو پسندیدگی کی نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے۔ دوسری مشکل یہ تھی کہ یزید

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک لاپروا اور عیّاش نوجوان تھا۔ اگرچہ اُس میں چند خوبیاں بھی پائی جاتی تھیں تاہم وہ منصبِ خلافت کے لائق ہرگز نہ تھا۔

(۲)

امیر معاویہ رضؓ نے مغیرہؓ بن شعبہ سے ان مشکلات کا ذکر کیا۔ اُنھوں نے جواب دیا۔ "آپ مطمئن رہیں۔ اہلِ کوفہ کو مَیں یزید کی بیعت پر آمادہ کر لُوں گا اور اہلِ بصرہ کو زیاد بن ابی سفیان ہموار کر لے گا۔ اگر یہ دو شہر یزید کی ولی عہدی قبول کر لیں تو پھر کسی کی مجال نہیں کہ آپ کے حکم سے سرتابی کر سکے۔"

امیر معاویہ رضؓ نے مغیرہؓ بن شعبہ کا مشورہ قبول کر لیا۔ اُنھیں کوفہ بھیج دیا اور زیاد بن ابوسفیان کو خط لکھ کر اُس کی رائے دریافت کی۔ کوفہ کے لوگوں نے تو فوراً یزید کی ولی عہدی قبول کر لی البتہ زیاد نے امیر معاویہؓ کو خط لکھ کر مشورہ دیا کہ اس معاملہ میں جلدی نہ کریں اور فی الحال یزید کی بُری عادات ترک کرانے کی کوشش کریں تاکہ وہ ایک صالح نوجوان بن جائے۔

امیر معاویہ رضؓ بہت بڑے مدبّر تھے۔ انھیں زیاد کا مشورہ خیر خواہی پر مبنی معلوم ہُوا۔ انھوں نے یزید کی ولی عہدی کی کوشش کرنے کی بجائے یزید کی دُرستگیٔ اخلاق پر اپنی توجہ مرتکز کر دی۔ اُن کی کوشش اور توجہ سے یزید بھی اپنی حالت دُرست کرنے کی طرف متوجّہ ہُوا۔ کچھ عرصہ بعد زیاد نے وفات پائی۔ امیر معاویہ رضؓ بھی اپنے قویٰ میں اضمحلال محسُوس کرنے لگے۔ اب انھوں نے تہیّہ کر لیا کہ موت سے پہلے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنا دیں۔ سب سے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلے انھوں نے مروان بن الحکم والیٔ مدینہ کو لکھا کہ کوفہ کے لوگوں نے یزید کی ولی عہدی قبول کر لی ہے۔ شام کے لوگوں کی طرف سے بھی مخالفت کا کوئی خدشہ نہیں۔ حجاز قلبِ اسلام ہے تم وہاں کے لوگوں کو یزید کی ولی عہدی قبول کر لینے پر آمادہ کر لو تو تمام عالمِ اسلام یزید کی ولی عہدی پر متفق ہو جائے گا۔ اپنے ایک اور خط میں انھوں نے مدینہ کے عام مسلمانوں کو بھی یزید کی ولی عہدی قبول کر لینے کی دعوت دی اور لکھا کہ اسی صورت میں مسلمان انتشار اور خون ریزی سے بچ سکتے ہیں۔

(۳)

مروان نے مدینہ میں ایک اجتماع عام میں امیر معاویہ رضؓ کا خط پڑھ کر سنایا۔ اس اجتماع میں کئی صحابہ رضؓ اور صحابہ زادے بھی موجود تھے۔ اس خط کا مضمون سن کر ان میں ہیجان بپا ہو گیا۔ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضؓ اٹھے اور کڑک کر کہا: "تمھارا اور معاویہ رضؓ کا یہ ارادہ ہے کہ امتِ محمدیہ میں رسم قیصری جاری کی جائے کہ ایک قیصر مر جائے تو اس کا بیٹا دوسرا قیصر بنے۔ خدا کی قسم اس طرح تو تم جمہور کو خلیفہ کے حقِ انتخاب سے محروم کر رہے ہو۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ، عبداللہ بن زبیر رضؓ اور حسین بن علی رضؓ بھی اس مجمع میں موجود تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ کی تقریر کے بعد وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت جوش و خروش سے یزید کی ولی عہدی کی مخالفت کی۔

مروان نے مدینہ کے حالات امیر معاویہ رضؓ کو لکھ بھیجے۔ اب انھوں نے اس مقصد کے لئے خود مدینہ منورہ جانے کا قصد کیا لیکن عازمِ مدینہ ہونے سے پہلے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اپنی تمام تر کوششیں اہلِ شام اور اہلِ عراق سے یزید کی بیعت لینے کیلئے وقف کر دیں۔ تھوڑے ہی دِنوں میں شام اور عراق کے سب لوگوں نے یزید کی ولی عہدی قبول کر لی۔ اب امیر معاویہ رضؓ نے ایک ہزار سواروں کے ساتھ مدینہ منوّرہ کا رُخ کیا۔"

(۴)

امیر معاویہ رضؓ کے مدینہ پہنچنے پر کیا حالات پیش آئے؟ اس کے متعلّق مؤرّخین میں خاصا اختلاف ہے۔ کچھ مؤرّخین (ابنِ اثیر وغیرہ) کا بیان ہے کہ امیر معاویہ رضؓ کی آمد کی خبر سُن کر عبداللہ بن عمر رضؓ، عبداللہ بن زبیر رضؓ، عبداللہ بن عبّاس رضؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ اور امام حسین رضؓ مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ امیر معاویہ رضؓ اہلِ مدینہ سے یزید کی بیعت لے کر مکہ پہنچے اور وہاں ان بزرگوں سے گفتگو کی۔ دُوسرے مؤرّخین (طبری وغیرہ) کا بیان ہے کہ امیر معاویہ رضؓ سے ان بزرگوں کی جھڑپ مدینہ منوّرہ ہی میں ہُوئی۔

بہرصورت امیر معاویہ رضؓ مکہ یا مدینہ میں ان بزرگوں سے خصوصی طور پر ملے کیونکہ یہ سب نہ صرف اصحابِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھے بلکہ اپنے زہد و اتقا اور علم و فضل کی وجہ سے بھی عام مُسلمانوں میں بہت مقبول و معزز تھے۔ عبداللہ بن زبیر رضؓ ان سب میں زیادہ تجربہ کار تھے، اس لئے سب نے امیر معاویہ رضؓ سے گفتگو کے لئے انھیں اپنا نمائندہ بنایا۔ امیر معاویہ رضؓ کچھ دن خاموش رہے اور اُن لوگوں سے نہایت ملاطفت کا برتاؤ کرتے رہے۔ جب اُن کی روانگی کا وقت قریب آیا تو انھوں نے ان سب کو بلایا اور یزید کی ولی عہدی کا ذکر

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھیڑا۔ عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے درمیان حسبِ ذیل گفتگو ہوئی :

امیر معاویہؓ : تم سب میرے عزیز ہو اور تمھیں بخوبی معلوم ہے کہ مَیں ہمیشہ تمھارے ساتھ صلہ رحمی اور حُسنِ سلوک سے پیش آیا ہُوں۔ یزید تمہارا بھائی اور ابنِ عم ہے مُسلمانوں کو انتشار اور خوُن ریزی سے بچانے کے لئے مَیں چاہتا ہُوں کہ تم لوگ اُسے خلافت کے لئے نامزد کر دو۔ لیکن حکومت کے اختیارات تم اپنے ہاتھ میں رکھو۔"

عبداللہ بن زبیرؓ : "اے امیر ہم تین صوُرتیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ان میں سے ایک آپ اختیار کر لیں!"

امیر معاویہؓ : "فرمایئے، وہ صوُرتیں کیا ہیں؟"

عبداللہ بن زبیرؓ : "سب سے بہتر صوُرت یہ ہے کہ آپ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کسی کو خلافت کے لئے منتخب نہ کریں۔ اُمت نے جس طرح حضورؐ کی وفات کے بعد صدیقِ اکبرؓ کو خلیفہ چنُ لیا تھا اسی طرح آپ کے بعد بھی خلیفہ چنُ لیا جائیگا۔"

امیر معاویہؓ : "لیکن اب ابُوبکر صدیقؓ جیسی ہستی کہاں ہے!"

عبداللہ بن زبیرؓ : "تو پھر آپ سُنّتِ ابوبکر صدیقؓ پر عمل کیجئے اور اپنا جانشین اس شخص کو بنایئے جو نہ تو آپ کا رشتہ دار ہو اور نہ آپ کے قبیلے سے ہو۔"

امیر معاویہؓ : "ابُوبکر صدیقؓ کی نگاہ عمرؓ پر پڑ سکتی تھی۔ میرے بعد عمر فاروقؓ جیسا کون ہے کہ جس پر مجھے اعتماد ہو!"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن زبیرؓ: "تو پھر سنّتِ فاروقؓ پر عمل کیجئے کہ چند شخصوں کو نامزد کر دیجئے جن میں نہ آپ کا بیٹا ہو اور نہ کوئی رشتہ دار۔ یہ لوگ آپ کے بعد خلیفہ کا انتخاب اپنے میں سے کر لیں گے۔"

امیر معاویہؓ: "کیا ان تین صورتوں کے علاوہ کوئی چوتھی صورت بھی ممکن ہے؟"

عبداللہ بن زبیرؓ: "جی نہیں۔ کوئی چوتھی صورت ممکن نہیں۔"

امیر معاویہؓ اب امام حسینؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن عبّاسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: "آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟" ان سب لوگوں نے بیک زبان جواب دیا۔ "ابنِ زبیرؓ نے آپ سے جو گفتگو کی ہے ہم اس کے ایک ایک حرف سے متفق ہیں۔"

امیر معاویہؓ سمجھ گئے کہ یہ لوگ آسانی سے بیعت کرنے والے نہیں اب انھوں نے اپنے تیور بدلے اور خشم آلودہ لہجے میں کہا: "اس سے پہلے تم مجمع عام میں مجھے جھٹلا دیتے تھے اب مَیں عامۃ المُسلمین کو یزید کی بیعت کی دعوت دُونگا اگر تم میں سے کسی نے ایک لفظ بھی زبان سے نکالا اور مجھے جُھٹلانے کی کوشش کی تو تمھارا سر ہوگا اور میری تلوار۔"

عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا: "اے امیر آپ خواہ کچھ ہی کریں ہم یزید کی بیعت ہرگز نہیں کریں گے۔" اس گفتگو کے بعد یہ مجلس برخاست ہو گئی۔"

(۵)

طبری کا بیان ہے کہ اس کے بعد امیر معاویہؓ نے عام مُسلمانوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دی۔ ان پانچوں بزرگوں کے سوا سبھی لوگوں نے یزید کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیعت کر لی۔ پھر امیر معاویہ رضؓ نے عبداللہ بن عمر رضؓ، عبداللہ بن عبّاس رضؓ، عبداللہ بن زبیر رضؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ سے فرداً فرداً ملاقات کی اور نہایت نرمی اور محبّت سے انھیں یزید کی بیعت کرنے کی ترغیب دی لیکن ان میں سے کوئی بھی اس پر آمادہ نہ ہوا۔ امیر معاویہ رضؓ نے اب اُنھیں اُن کے حال پر چھوڑ دیا۔

ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ امیر معاویہ رضؓ نے ان بزرگوں سے زبردستی بیعت لے لی اور پھر مجمع عام میں ان میں سے ہر ایک کے سر پر دو مسلّح سپاہی کھڑے کر کے اعلان کیا کہ یہ لوگ اشرافِ قریش اور تمھارے سربرآوردہ ہیں۔ انھوں نے یزید کی ولی عہدی پر رضامندی کا اظہار کر دیا ہے اور بیعت کر لی ہے۔ تم کو بھی اس معاملہ میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ ان بزرگوں کی خاموشی سے لوگوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ واقعی وہ یزید کی ولی عہدی پر رضامند ہو گئے ہیں۔ چنانچہ سب نے بیعت کر لی۔ امیر معاویہ رضؓ اس کے بعد دمشق لَوٹ گئے۔

اُن کے جانے کے بعد لوگوں نے ان بزرگوں سے پُوچھا کہ آپ لوگ کیسے یزید کی ولی عہدی پر رضامند ہو گئے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے ہرگز یزید کی بیعت نہیں کی۔ مجمع عام میں ہمیں مجبوراً خاموش رہنا پڑا کیونکہ ہمارے سروں پر مسلّح آدمی کھڑے تھے۔

ہمیں ابنِ اثیر کی یہ روایت صحیح معلوم نہیں ہوتی کہ امیر معاویہ رضؓ نے زبردستی ان لوگوں سے بیعت لے لی۔ یہ لوگ بڑے جی دار اور شجاع تھے اور ان میں سے دو یعنی امام حُسین رضؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ نے تو بعد میں اپنے عمل سے بھی ثابت کر دکھایا کہ اُنھیں جان دینا منظور تھا لیکن یزید کی بیعت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منظور نہیں تھی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ امیر معاویہ رضؓ اُن سے زبردستی بیعت لے لیتے۔ مجمعِ عام میں اگر یہ بزرگ خاموش رہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حرم میں مُسلمانوں کی خُون ریزی پسند نہیں کرتے تھے۔ اگر وہ اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوتے تو سارے مُسلمان نہ سہی ایک جماعت ان کا ساتھ ضرُور دیتی اور حرم کی زمین مُسلمانوں کے خُون سے لالہ زار ہو جاتی "

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"